ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
23
مسلسل اشاعت کا 32واں سال
تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام
تنظیم اسلامی کا ترجمان
23 تا 29 ذوالقعدہ 1444ھ / 13 تا 19 جون 2023ء

انقلابی گروہ کا مزاج

کسی نظام کو بدلنے کے لیے اُٹھنے والے انقلابی گروہ کا ایک مخصوص مزاج ہوتا ہے' جسے ہم اس کا تحریکی مزاج کہہ سکتے ہیں۔ ایسے لوگ حد درجہ پُرعزیمت ہوتے ہیں اور کسی دشواری یا مشکل سے گھبرا کر راستہ بدلنے پر تیار نہیں ہوتے۔ یہ باطل سے شدید متنفر ہوتے ہیں' کیونکہ اسی کو گرانے کی عملی جدوجہد وہ کر رہے ہوتے ہیں اور اسی کے ساتھ ان کی موت وحیات کی جانگسل کشمکش جاری ہوتی ہے۔ حق کی سربلندی کے لیے ان میں جنون کی سی کیفیت ہوتی ہے۔ حق کے دامن پر ایک دھبہ دیکھنا بھی انہیں گوارا نہیں ہوتا۔ باہم وہ پیوست ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے سے وہ شدید محبت کرتے ہیں۔ قرآن میں ان کے تعلق کی باہمی کیفیت کو ''رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ان کا مزاج سخت درجہ کا انقلابی ہوتا ہے۔ وہ باطل کے ساتھ کسی درجہ میں بھی مصالحت یا موانست یا رعایت کا رویہ اختیار کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔ مصلحت کے معاملہ میں بھی وہ زیادہ گنجائش دینے والے نہیں ہوتے۔ ان میں ناقابل تسخیر استقلال کا جوہر موجود ہوتا ہے۔ عزم وارادہ کی پختگی انہیں ایک لمحہ کے لیے بھی راہِ حق میں چلتے ہوئے مادی نفع ونقصان کا حساب لگانے کی اجازت نہیں دیتی۔ ان میں حد درجہ شوقِ جہاد ہوتا ہے۔ وہ تبلیغ وتلقین کے تقاضے اتمامِ حجت کی حد تک ادا کرنے کے بعد باطل سے بالفعل ٹکرانے کا ایک زبردست داعیہ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ ان کی جانیں ہتھیلیوں پر اور سر گردنوں پر صرف اللہ کی امانت ہوتے ہیں۔ ایسی ہی بے تابی مسلمانوں میں موجود تھی' جب ہجرت کے بعد مدینہ میں انہیں حکم دیا گیا تھا:

﴿وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۹۰﴾﴾ (البقرہ) ''اور تم اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

انہیں صفات کا گروہ ہوتا ہے جو نظامِ حق کو برپا کرنے کی جدوجہد کر سکتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی حکمتِ انقلاب
سید اسعد گیلانی

اس شمارے میں

اسلام دنیا کا بہترین مذہب اور مسلمان.....
اللہ تعالیٰ کی ''ریڈ لائن'' اور.....
عیدِ قربان اور اسوۂ ابراہیمؑ
پاکستان کی معاشی بدحالی: آخر کب تک
کشتۂ انصاف
ذوالحجہ: فضائل ومسائل

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدین سے واپسی اور نورِ الٰہی کا ظہور

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1039

سُورۃُ النَّمْل | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 07 تا 09

اِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِاَہۡلِہٖۤ اِنِّیۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا ؕ سَاٰتِیۡکُمۡ مِّنۡہَا بِخَبَرٍ اَوۡ اٰتِیۡکُمۡ بِشِہَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّکُمۡ تَصۡطَلُوۡنَ ﴿۷﴾ فَلَمَّا جَآءَہَا نُوۡدِیَ اَنۡۢ بُوۡرِکَ مَنۡ فِی النَّارِ وَ مَنۡ حَوۡلَہَا ؕ وَ سُبۡحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۸﴾ یٰمُوۡسٰۤی اِنَّہٗۤ اَنَا اللّٰہُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۙ﴿۹﴾

آیت:۷ ﴿اِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِاَہۡلِہٖۤ اِنِّیۡۤ اٰنَسۡتُ نَارًا ؕ﴾ ’’یاد کرو جب موسیٰؑ نے کہا تھا اپنے گھر والوں سے کہ میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔‘‘

﴿سَاٰتِیۡکُمۡ مِّنۡہَا بِخَبَرٍ اَوۡ اٰتِیۡکُمۡ بِشِہَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّکُمۡ تَصۡطَلُوۡنَ ﴿۷﴾﴾ ’’میں وہاں سے تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آؤں گا‘ یا کوئی دہکتا ہوا انگارہ لے آؤں گا تاکہ تم (آگ) تاپ سکو۔‘‘

عبارت کے انداز سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ رات کا وقت تھا‘ سردی کا موسم تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک ایسے علاقے سے گزر رہے تھے جس سے انہیں کچھ واقفیت نہ تھی۔

آیت:۸ ﴿فَلَمَّا جَآءَہَا نُوۡدِیَ اَنۡۢ بُوۡرِکَ مَنۡ فِی النَّارِ وَ مَنۡ حَوۡلَہَا ؕ﴾ ’’پھر جب وہ وہاں پہنچے تو انہیں پکارا گیا کہ بہت مبارک ہے وہ جو اس آگ میں ہے اور وہ جو اس کے آس پاس ہے۔‘‘

﴿وَ سُبۡحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۸﴾﴾ ’’اور پاک ہے اللہ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔‘‘

آیت:۹ ﴿یٰمُوۡسٰۤی اِنَّہٗۤ اَنَا اللّٰہُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۹﴾﴾ ’’اے موسیٰ! یہ تو میں ہوں‘ اللہ‘ بہت زبردست‘ کمال حکمت والا۔‘‘

میں اللہ ہوں اور میں ہی آپؑ سے اس وقت خطاب کر رہا ہوں۔

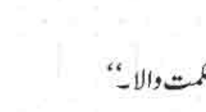

درس حدیث

تنہائی میں گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے انتباہ

عَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَأَعْلَمَنَّ أَقْوَامًا مِنْ أُمَّتِي يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحَسَنَاتٍ أَمْثَالِ جِبَالِ تِهَامَةَ بِيضًا فَيَجْعَلُهَا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ هَبَاءً مَنْثُورًا)) قَالَ ثَوْبَانُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صِفْهُمْ لَنَا جَلِّهِمْ لَنَا أَنْ لَا نَكُونَ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُمْ إِخْوَانُكُمْ وَمِنْ جِلْدَتِكُمْ وَيَأْخُذُونَ مِنَ اللَّيْلِ كَمَا تَأْخُذُونَ وَلَكِنَّهُمْ أَقْوَامٌ إِذَا خَلَوْا بِمَحَارِمِ اللَّهِ انْتَهَكُوهَا)) (سنن ابن ماجہ)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ’’میں اپنی امت کے ان افراد کو ضرور پہچان لوں گا۔ جو قیامت کے دن تہامہ کے پہاڑوں جیسی سفید (روشن) نیکیاں لے کر حاضر ہوں گے تو اللہ عزوجل ان (نیکیوں کو) بکھرے ہوئے غبار میں تبدیل کر دے گا۔‘‘ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول ان کی صفات بیان فرمادیجیے۔ ان (کی خرابیوں) کو ہمارے لیے واضح کر دیجیے کہ ایسا نہ ہو کہ ہم ان میں شامل ہو جائیں اور ہمیں پتہ بھی نہ چلے۔ آپؐ نے فرمایا: ’’وہ تمہارے بھائی ہیں اور تمہاری جنس سے ہیں اور رات کی عبادت کا حصہ حاصل کرتے ہیں جس طرح تم کرتے ہو۔ لیکن وہ ایسے لوگ ہیں کہ انہیں جب تنہائی میں اللہ کے حرام کردہ گناہوں کا موقع ملتا ہے۔ تو ان کا ارتکاب کر لیتے ہیں۔‘‘

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
23 تا 29 ذوالقعدہ 1444ھ جلد 32
13 تا 19 جون 2023ء شمارہ 23
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

اسلام دنیا کا بہترین مذہب اور مسلمان......

اسلام دنیا کا بہترین مذہب ہے اور اُس کے ماننے والے (مسلمان) بدترین لوگ ہیں۔ یہ عالمی شہرت یافتہ دانشور جارج برنارڈ شا کا قول ہے۔ جہاں تک موصوف کے قول کا پہلے حصہ کا تعلق ہے یعنی اسلام دنیا کا بہترین مذہب ہے۔ وہ ماضی اور حال کے پہلے غیر مسلم دانشور فلسفی یا شاعر نہیں ہیں جنہوں نے اس حقیقت کا واضح اعتراف کیا ہے بلکہ غیر مسلم دانشوروں، فلسفیوں، سیاست دانوں اور عام شہریوں کی ایک طویل فہرست ہے، جنہوں نے اسلام کے بارے میں اس طرح کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اللہ کے فضل وکرم سے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ وہ جادو ہے جو ہمیشہ سر چڑھ کر بولا ہے۔ البتہ جہاں تک اُن کے قول کا دوسرا حصہ امتِ مسلمہ کے بارے میں ہے، اسے جزوی طور پر ایک وقتی حقیقت تسلیم کرنا ہوگا۔ ہمارا وقتی حقیقت سے مراد یہ ہے کہ گزرتے ہوئے زمانے میں یہ کہنا کبھی درست اور کبھی غلط ہوگا لیکن آج کے دور میں اگر اُمتِ مسلمہ پر نظر ڈالی جائے تو ہمیں اعتراف کرنا ہوگا کہ بات غلط نہیں ہے۔ لیکن ایسے دانشوروں کو بتانے کی ضرورت ہے کہ ایک قرونِ اولیٰ کا مسلمان بھی تھا جو اسلام کا حقیقی عکس تھا۔ دنیا کبھی بھی اور اس کی کوئی تہذیب بھی ایسے انسان پیدا نہیں کر سکی بلکہ اُن کے ہاں انسانیت کی معراج کا یہ تصور ہی نہیں ہے۔ ہم نے بہت دور کی اور بہت بڑی مثال دے دی۔

حقیقت یہ ہے کہ صرف ایک ڈیڑھ صدی پہلے کے حالات پر نظر ڈالیں۔ بزرگ بتاتے ہیں کہ ہندوستان میں اگر کسی مسلمان کا جھوٹ سامنے آتا تھا تو غیر مسلم کہتے تھے دیکھو مسلمان ہو کر اس نے جھوٹ بولا۔ گویا مسلمان کا جھوٹ بولنا ناممکن تو نہیں تھا البتہ انتہائی غیر متوقع ہوتا تھا اور ایک غیر معمولی معاملہ ہوتا تھا۔ ایک بڑا سوال یہاں کھڑا ہوتا ہے کہ چند درجن یا چند سو دانشور ہی یہ بات کیوں کہتے ہیں۔ کیوں نہیں دنیا کی عظیم اکثریت کی آنکھیں اسلام کی روشنی سے چندھیا گئیں۔ ہم ہندوستان کی حد تک اس کی دو وجوہات سمجھتے ہیں۔ پہلی یہ کہ ہم نے انفرادی طور پر اور بحیثیت امتِ مسلمہ دنیا کو اسلام سے متعارف ہی نہ کرایا۔ ہم نے اپنی بغل میں رہنے والوں کو بتایا ہی نہیں کہ اسلام کیا ہے؟ اسلام کیوں ہے؟ اور اسلام کیسے ہے؟ دوسری وجہ یہ ہے کہ ہندو مذہب میں اگرچہ بہت سے درجات ہیں لیکن خاص طور پر یہ مذہب دو بڑے حصوں میں منقسم ہے۔ برہمن جس کا تعلق حکمران طبقہ سے اور شودر جس کی حیثیت کسی حد تک پرانے زمانے کے غلام جیسی ہے۔ برہمن تمام دنیوی مفادات مذہب کے نام پر لیتا ہے لہٰذا اُس نے اپنی دنیا بنانے سنوارنے اور پختہ کرنے کے لیے ہندوازم پر مکمل گرفت رکھی ہوئی ہے اور وہ راج کر رہا ہے۔ شودر کی زندگی جانور سے بدتر ہے اُس کا کام اپنے مالکوں کو ہر قیمت پر خوش رکھنا ہے۔ لہٰذا

دین و مذہب اُس کی سوچ کا حصہ ہی نہیں۔ وہ تو سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھ بھی نہیں سکتا لہٰذا اُس بیچارے کا کیا قصور وہاں تو جسم و جان کے رشتہ کو برقرار رکھنا ہی واحد مسئلہ ہے۔ ہم کہنا یہ چاہتے ہیں کہ اسلام کی عظمت کی داستان اگر محدود رہی تو یہ ہماری طرف سے غیروں کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر دعوت نہ پہنچانے کا نتیجہ تھا۔ وگرنہ اسلام تو فطرت کی صدا ہے۔ یہ تو ''از دل خیزد بر دل ریزد'' کا معاملہ ہے پھر یہ کہ اس کا تعلق انسانیت کے شرف سے ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی عزت اور ذلت تو اسلام سے نظری اور عملی وابستگی سے جُڑی ہوئی ہے۔ مسلمان اگر حقیقی طور پر اسلام سے قریب اور قریب تر ہوتا جائے گا تو عزت و شرف مقام و مرتبہ اُس کا تعاقب کرے گا اور اسلام سے دوری کے نتیجہ کے لیے نہ کسی تحریر و تقریر کی ضرورت ہے اور نہ ہی دلیل و بُرہان کی اپنے حال پر نگاہ ڈال لیں عریاں اور نا قابل تردید حقیقت آنکھوں کے سامنے آ جائے گی اور ہماری کیفیت اس ضرب المثل کے مصداق ہو جائے گی سنتا جا اور شرماتا جا۔ بہرحال کسی بھی خیر خواہ کا فرض یہ نہیں ہوتا کہ مرض کی صرف نشاندہی کر کے الگ ہو کر بیٹھ جائے بلکہ اپنے فہم و فراست اور علم کے مطابق پس چہ باید کرد کا بھرپور اور شافی جواب دینا بھی ہوتا ہے۔ ہم نے آغاز میں عرض کیا تھا کہ ہم نے دنیا کو بتایا ہی نہیں کہ اسلام کیا ہے؟ کیوں ہے؟ اور کیسے ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ اسی کی تشریح اور ابلاغ کرنا ہی اصل کام ہے۔ اسلام حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائی کا نام ہے۔ عدل اسلام کا کیچ ورڈ ہے۔ یہ کیوں ہے اس لیے کہ عدل کے ذریعے دنیا کو جنت نظیر اور دنیوی کارگزاری کو آخرت کا توشہ بنانا ہے۔ آخری سوال کہ اسلام کیسے یہ اہم ترین ہے؟ اس لیے اس کا جواب تفصیل سے عرض کرنا ہوگا۔ وہ یوں کہ اللہ نے دین کے لیے جدوجہد کرنے کو اپنی مدد قرار دیا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ کی اہم ترین سنت اللہ کے دین کو دنیا میں قائم کرنا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک کائنات اور مقصود کائنات یعنی انسان کے لیے بننے والا دنیوی نظام ہم آہنگ نہیں ہو جاتے، انسان اور یہ دنیا لطافت سے محروم رہے گی۔ لہٰذا نیکی کا نچوڑ، تقویٰ کا حاصل اور اللہ کی رضا کا اصل ذریعہ یہ ہے کہ وہ نظام قائم کیا جائے یا اُسے قائم کرنے کی کوشش کی جائے جو اللہ اور رسول ﷺ نے انسانوں کو اپنی آخری کتاب میں فراہم کیا ہے۔ انفرادی نیکی عادلانہ نظامِ اجتماعی کے قیام کے لیے یقیناً اُس سے بھی زیادہ ضروری ہے جتنی اکھاڑے میں اُترنے والے پہلوان کے لیے جسمانی ورزش اور اچھی خوراک۔ لیکن اکھاڑے میں اُترے بغیر دشمن کو زیر نہیں کیا جا سکتا۔ غارِ حرا، دارِ ارقم اور شب بھر کی سجدہ ریزی نے حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وہ قوت بخشی کہ اُنہوں نے بدر و حنین میں جزیرہ نمائے عرب کی کایا پلٹ دی، یہ لازم و ملزوم ہیں۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ اُمت مسلمہ خصوصاً مسلمانانِ پاکستان کے اچھے اور نیک لوگ باہم جڑ جائیں اور اسلامی نظام کے قیام کے لیے ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کریں اور اپنے سر پر مسلط باطل نظام کے خلاف جہاد کے لیے میدان میں نکلیں۔

مسئلہ یہ ہے کہ آج کا مسلمان بھی اسلامی نظام کا مطلب صرف چور کا ہاتھ کاٹنا اور شرابی کو کوڑے مارنے کو سمجھتا ہے۔ یقینی طور پر جب اسلام بحیثیت نظام نافذ ہوگا تو اُس کے یہ قانونی پہلو بھی سامنے آئیں گے لیکن اصل میں آج کے انسان کو اسلامی نظام کے ثمرات بتانے کی ضرورت ہے۔ یہی نظام ہے جس میں ''ریاست ہوگی ماں جیسی'' کا تصور حقیقت میں ڈھل جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو قحط کے دوران وقتی طور پر چور کے ہاتھ کاٹنے کا قانون معطل کیا تھا، اس پر اگر باریک بینی سے غور کیا جائے تو انسان اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ سب کچھ ایک فرد، ایک شہری کی فلاح و بہود کے لیے ہے۔ پہلے ریاست اپنی ذمہ داری پوری کرے پھر شہریوں پر قانون لاگو کرے۔ ریاست کا کام لوگوں پر ڈنڈے برسا کر زخم لگانا نہیں ہے بلکہ عوام کے زخموں کو سہلانا اور اُن پر مرہم رکھنا ہے۔

اگر ہم نے یوں دین اسلام کو لوگوں تک پہنچایا ہوتا تو پھر اسلام کو دنیا کا بہترین مذہب قرار دینا چند محدود دانشوروں کے اقوال تک محدود نہ ہوتا بلکہ یہ صدا گھر گھر سے آ رہی ہوتی اور اس سے اسلامی معاشرے کی اس طرح تطہیر ہوئی ہوتی کہ برنارڈ شاہ کو اپنے قول کے دوسرے حصہ کا ذکر ہی نہ کرنا پڑتا۔ لیکن جب مسلمانوں نے اسلام کیا، کیوں اور کیسے کو دنیا تک نہ پہنچایا تو اُس کا وبال خود اُن کی اپنی شخصیتوں پر پڑا اور معاشرے میں بحیثیت عمومی کجی آ گئی اور غیروں کو یہ کہنے کا موقع میسر آ گیا کہ اسلام ایک ایسی آئیڈیالوجی ہے جس کا پریکٹیکل کہیں نظر نہیں آتا۔

❀❀❀

اللہ تعالیٰ کی ''ریڈ لائن'' اور اس کے تقاضے

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 02 جون 2023ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتضیٰ احمد اعوان

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن حکیم کے 26 ویں پارے میں سورۃ ق کی آیات: 16، 17، 18 کی تلاوت کی گئی۔ سورۃ ق سے قرآن حکیم کی آخری منزل کا آغاز ہوتا ہے۔ قرآن حکیم کی سات منزلیں ہیں اور یہ تقسیم دورِ صحابہ سے چلی آرہی ہے۔ چنانچہ اکثر صحابہ کرام ؓ کا معاملہ یہ تھا کہ ایک ہفتہ میں قرآن حکیم کی تکمیل کا اہتمام کرلیا کرتے تھے۔ بعد کے دور میں تیس پاروں کی تقسیم ہوئی کہ چلو ایک ہفتے میں نہیں تو ایک مہینے میں تکمیل ہوجائے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم اپنا جائزہ لیں کہ کیا تیس دنوں میں قرآن کی تلاوت مکمل ہو پاتی ہے یا نہیں تو کہیں سے آواز اٹھی کہ کیا 360 حصے کرنے کی ضرورت پیش آئے گی کہ چلو سال میں ہی تو دنیا کی اہم ترین کتاب کو ایک مرتبہ پڑھ لو۔ ہم میں سے ہر شخص اپنا جائزہ لے۔ ہم بھی اپنے رفقاءِ تنظیم کی تربیت کے حوالے سے کوشش کرتے ہیں کہ وہ روزانہ کم سے کم ایک پارے کی تلاوت کریں اور یہ دروس قرآن کی محافل میں شرکت کے علاوہ ہے۔ بہرحال قرآن مجید کی آخری منزل کا مرکزی موضوع آخرت ہے۔

آیات کا مطالعہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ﴾ ''اور ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے۔''

ہم مسلمان ہیں، یہ جملہ ہمارے لیے سادہ ہے۔ لیکن اگر گوگل پر ریسرچ کریں تو Etheism fastest growing concept ہے جس میں اللہ تعالیٰ ہی کا انکار ہے کہ ہم ہی ہم ہیں۔ ہم خود ہی پیدا ہوئے، خود ہی مرجائیں گے۔ یہ دہریے والا تصور ہے۔ یہ الفاظ ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ﴾ مسلمانوں کے درمیان اس بحث کی ضرورت نہیں ہے مگر غیروں کے افکار جو ہمارے ہاں بھی پروان چڑھ رہے ہیں اور ہماری جدید نسل کے ذہنوں کو خراب کررہے ہیں، اس کے تعلق سے کلام کرنے، جواب دینے اور کاؤنٹر کرنے کی ضرورت ہے۔ بہرحال سادہ سی بات ہے کہ ہم مخلوق ہیں، بندے ہیں تو اوقات میں رہیں۔

آگے فرمایا:

﴿وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ﴾ ''اور ہم خوب جانتے ہیں جو اُس کا نفس وسوسے ڈالتا ہے۔''

وسوسہ: ایک خیال سا دل میں ڈالنا یا آنا جو برائی کی طرف مائل کرنے والا ہو۔ شیطان بھی کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝﴾ (الناس)

''جو لوگوں کے سینوں میں وسوسہ اندازی کرتا ہے۔''

اسی طرح ایک نفس امارہ ہے جو ہمارے ساتھ لگا ہوا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْۗءِ﴾ (یوسف: 53) ''اور میں اپنے نفس کو بری قرار نہیں دیتا' یقیناً (انسان کا) نفس تو برائی ہی کا حکم دیتا ہے''

البتہ اللہ نے انسان میں دونوں صلاحیتیں رکھ کر امتحان میں ڈالا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝﴾ (الشمس)

''پس اُس کے اندر نیکی اور بدی کا علم الہام کردیا۔'' یعنی خیر وشر کی دونوں صلاحیتیں رکھی ہیں۔ اسی میں امتحان ہے۔ اور ارشاد فرمایا:

﴿وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۭ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝﴾ (الانبیاء) ''اور ہم آزماتے رہتے ہیں تم لوگوں کو شر اور خیر کے ذریعے سے۔ اور تم سب لوگ ہماری ہی طرف لوٹا دیے جاؤ گے۔''

بہرحال یہ وسوسہ کیا ہے۔ برا خیال آنا، لانا یا کسی کی طرف سے دل میں ڈالا جانا۔ ہمارے دو بڑے دشمن ایک ہمارا اپنا نفس ہے جو برائی کی دعوت دیتا ہے اتنا کہ کبھی اس کی خواہش معبود کا درجہ اختیار کرلیتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ۭ﴾ (الفرقان: 43)

''کیا تم نے دیکھا اُس شخص کو جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنالیا ہے؟''

یہ تو چوبیس گھنٹے کا مسئلہ ہے کہ جہاں عملی اعتبار سے کئی مرتبہ شرک میں مبتلا ہوجانے کے امکانات پیدا ہوجاتے ہیں۔ یعنی ایک اللہ کا حکم ہے اور ایک اس کے مقابلے میں نفس کی چاہت ہو اور نفس کی مانی جائے تو اس وقت معبود کون ہوا؟ امت کو یہ شرک نظر نہیں آتا۔ بقول مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کے اتنی تو ہم نے لوگوں کو مسلمان بنانے پر محنت نہیں کی جتنا ان کو کافر قرار دینے پر ہم نے محنتیں لگادیں۔ ایک خواہش ہے کہ دوپہر میں کیا کھائیں حلال چیزیں بہت ہیں کھالو لیکن ایک اللہ نے کسی شے سے روک دیا وہ کھانے کی خواہش اور اس پر عمل درآمد تو پھر اس لمحے نفس کیا ہے؟ معبود ہوگیا۔ بہرحال ایک بندہ خیال خود بھی لاتا

ہے ایک نفس کی اکساہٹ بھی ہوتی ہے اور ایک شیطان کی طرف سے بھی حملہ ہوتا ہے۔ شیطان اکیلا نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝﴾ (الناس) ''خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔''

پوری پارٹی ہے جس کو قرآن حزب الشیطان بھی کہتا ہے۔ اللہ ان کے حملوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔ اس حوالے سے ہلا دینے والا مقام سورۃ البقرۃ کے آخری رکوع میں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ﴾ (البقرۃ: 284) ''اللہ ہی کا ہے جو کچھ بھی آسمانوں میں ہے اور جو کچھ بھی زمین میں ہے۔ اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے خواہ تم اسے ظاہر کرو خواہ چھپاؤ اللہ تم سے اس کا محاسبہ کرلے گا۔''

ہمیں کیا دعا سکھائی گئی:

((اللھم حاسبنی حسابا یسیرا))

اے اللہ! میرے حساب کو آسان فرمادے۔

حضرت عائشہ ؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! یہ آسان حساب کیا ہے؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: عائشہ! اللہ کھولے نہ اور پوچھے نہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا کھلا اور اللہ نے پوچھا وہ تو مارا گیا۔

ذرا investigation ہو، کوئی ہم سے چار سوالات کرے تو ہم چپ ڈھیر ہو جاتے ہیں۔ بیٹا باپ کو گھمانا چاہتا ہے لیکن باپ دو سوال کرتا ہے تو بیٹا ڈھیر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی employee گھمانا چاہتا ہے تو منیجر دو سوال کرتا ہے وہ ڈھیر ہو جاتا ہے۔ کمپنی میں کمیٹی بنائی جاتی ہے، سینئرز کو بٹھایا جاتا ہے وہ چھ سوال کرتے ہیں تو اگلا ڈھیر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح آپ عدالت تک چلے جائیے۔ یعنی ہم بندوں کو justify نہیں کر سکتے اللہ کو justify کریں گے؟ اللہ مجھے اور آپ کو یقین دے۔

پھر مفسرین اور محدثین نے لکھا کہ اعمال تین قسم کے ہیں: دل کے اعمال، زبان کے اعمال اور جوارح (دیگر اعضاء) کے اعمال۔ دل کے اعمال مشہور ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ نیت کرنا۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ))

''بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

اسی طرح یہ تکبر کہاں پیدا ہوتا ہے؟ یہ دل کا عمل ہے۔ پھر گناہ، حسد، مال کی محبت، دوسرے کو حقیر سمجھنا، یہ سارے دل کے اعمال ہیں۔ حب جاہ کہ منصب مجھے ملے شیطان کا تو یہی گڑبڑ کا مسئلہ تھا کہ میں deserve کرتا ہوں آدم تھوڑا deserve کرتا ہے، منصب مجھے ملے۔ پھر دکھاوے کا شوق یعنی ریاکاری وغیرہ اور یہ بڑے گناہ ہیں۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ دل کے اچھے اعمال بھی ہیں۔ شکر کے جذبات، توکل کے جذبات، صبر کے جذبات، احسان مندی کے جذبات کدھر ہوتے ہیں؟ دل میں۔ یادِ الٰہی زبان پر بھی اور دل میں بھی ہو۔ اللہ اکبر! بہرحال فرمایا:

﴿وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝﴾ ''اور ہم تو اُس سے اس کی رگ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔''

رگ جاں جسے کہتے ہیں وہ اگر کٹ جائے تو بندہ ختم۔ اس کی ترجمانی بڑی پیاری ہے کہ جتنا ہم اپنے آپ سے قریب ہیں ہمارا رب ہم سے اس سے زیادہ قریب ہے۔ البتہ ایک تشریح علم اور قدرت کے اعتبار سے اور محتاط الفاظ کے مطابق وہ اپنی شان کے اعتبار سے ہے، ہم اس کی کیفیت کو سمجھ نہیں سکتے مگر وہ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ ہمارے قریب ہے۔ یعنی کیوں نہیں سمجھ سکتے؟ ارشاد ہوتا ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ﴾ (الشوریٰ: 11) ''اُس کی مثال کی سی بھی کوئی شے نہیں۔''

ہم مخلوق ہیں۔ ہم جب بھی کچھ مثال دیں گے اپنے تجربات اور مشاہدے میں سے دیں گے تجربے اور مشاہدے میں آنے والی شے مخلوق ہے اور مخلوق کی مثال معاذ اللہ خالق کے لیے دیں گے تو شرک ہو جائے گا تو ہم دے ہی نہیں سکتے۔ بعض نے فرمایا اپنے علم اور قدرت کے ساتھ

پریس ریلیز 9 جون 2023ء

سودی قرضہ، کرپشن اور آئی ایم ایف کی غلامی نے ملکی معیشت کو تباہ و برباد کر دیا ہے

شجاع الدین شیخ

سودی قرضہ، کرپشن اور آئی ایم ایف کی غلامی نے ملکی معیشت کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ وزیر خزانہ کی جانب سے پیش کردہ قومی اقتصادی سروے برائے مالی سال 23-2022ء نے ثابت کر دیا ہے کہ حکومت معاشی اہداف حاصل کرنے میں بُری طرح ناکام رہی ہے۔ اُنہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آبادی کے لحاظ سے دنیا کے پانچوں بڑے ملک کی معیشت کا یہ حال ہے کہ گزشتہ مالی سال کے دوران شرح نمو 0.29 فیصد رہی جبکہ اوسط مہنگائی 29 فیصد تک جا پہنچی۔ حقیقت یہ ہے کہ کمرتوڑ مہنگائی نے عوام کا جینا حرام کر دیا ہے اور ضروریات زندگی کی تمام اشیاء عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہوتی جا رہی ہیں۔ پھر یہ کہ حکومت کی ناقص معاشی پالیسیوں کی وجہ سے صنعت و حرفت، تجارت، بیرون ملک سے آنے والی ترسیلات، غیر ملکی سرمایہ کاری اور سروسز سیکٹر بُری طرح متاثر ہوئے ہیں۔ اگرچہ بین الاقوامی سطح پر کساد بازاری اور گزشتہ برس کے ہولناک سیلاب کی تباہ کاری سے بھی ملکی معیشت کو سخت دھچکا لگا لیکن ملکی معیشت کے یوں اندھی کھائی میں گر جانے کی اصل وجہ سودی قرضہ کی لعنت، کرپشن کا ناسور اور آئی ایم ایف کی مسلسل غلامی ہے۔ اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت 'ریاست کو بچانے' اور 'سخت معاشی فیصلے لینے' کے کھوکھلے نعروں کی بجائے ملک کی معاشی ترقی اور عوام کے فلاح و بہبود کے لیے عملی اقدامات کرے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلہ پر فوری اور مکمل عمل درآمد کرتے ہوئے ملک سے سود کی لعنت کو ختم کیا جائے۔ کرپشن کے خاتمے اور کرپشن سے حاصل کی گئی دولت کو بیرون ملک سے پاکستان واپس لانے کا بندوبست کیا جائے۔ آئی ایم ایف اور دیگر عالمی استعماری اداروں کی جکڑ بندیوں سے نجات حاصل کر کے خود انحصاری کو بنیاد بنایا جائے۔ پاکستان کے معاشی مسائل کا حل صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ ملکی معیشت کو اسلام کے اصولوں کے مطابق استوار کیا جائے۔ اسلام کے معاشی نظام کو اپنانے سے ہی ملک میں استحکام اور خوشحالی آسکتی ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

(سر آنکھوں پر) بہتر مزید ترجمانی کیا ہے اپنی شان کے مطابق۔ کیا کہتے ہیں ہم ایمان مجمل میں:

((اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ))

''میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے اسماء اور اپنی صفات کے ساتھ ہے۔'' آگے فرمایا:

﴿اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۝۱۷﴾ ''جبکہ لیتے جاتے ہیں دو لینے والے جو دائیں طرف اور بائیں طرف بیٹھے ہوتے ہیں۔''

سادہ مفہوم اشارہ کراماً کاتبین کی طرف ہے اور یہ عقیدے کا مسئلہ ہے، یہ سائنس کا مسئلہ نہیں ہے۔ ہم عقیدے کی بنیاد پر اللہ کو مانتے ہیں، محمد مصطفیٰ ﷺ کے بتانے کی بنیاد پر مانتے ہیں۔ فرشتوں اور جنات کو ہم اللہ کے پیغمبر کے بتانے کی بنیاد پر مانتے ہیں۔ اپنے عقیدے کی بنیاد پر مانتے ہیں نہ کہ سائنس سے کہیں کہ ثابت کر کے بتاؤ کہ جبرائیل ایسے آتے تھے محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس۔ حدیث بتائے گی کہ جبرائیل کے چھ سو پر ہیں۔ سائنسدان تو دو بھی ثابت نہیں کر سکتے۔ ہمیں بچپن سے انگریزی میں سکھایا گیا کہ seeing is believing جو نظر آئے گا اسی کو مانیں گے۔ اور ہم کیا ماننے بیٹھے ہیں اور ہمارا ایمان شروع کدھر سے ہوتا ہے؟ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ﴾ (البقرہ:3)

''جو ایمان رکھتے ہیں غیب پر۔''

ہمارا تو ایمان وہاں سے شروع ہوتا ہے۔ یہ اصل میں ٹکراؤ ہے۔ بہر حال اس کی reconciliation اور توجہ کی ضرورت ہے۔ ہم دل سے پوچھیں۔ ہم سورۃ الانفطار کا ترجمہ بھی پڑھتے رہتے ہیں۔ بہت سے لوگوں کو یاد بھی ہو گی۔ اس میں فرمایا:

﴿كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۝۱۱ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝۱۲﴾

''جو بڑے باعزت لکھنے والے ہیں۔ وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کر رہے ہو۔''

کیا شب و روز میں ہمیں اس بات کا یقین رہتا ہے؟ جب میں اپنے ماں باپ کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں تو مجھے یاد رہتا ہے کہ یہ دونوں لکھ رہے ہیں اور اللہ میرے ساتھ ہے۔ جب میں بیوی کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں تو مجھے اس بات کا یقین رہتا ہے؟ میں نے شاید پہلے بھی ذکر کیا تھا کہ گھریلو ملازمین خواہ وہ ڈرائیورز ہوں، خانسامہ ہوں، مالی ہوں، چوکیدار ہوں وغیرہ آ کر کہتے ہیں سر! جمعہ میں تھوڑا ہمارے حقوق کے بارے میں بتا دیا کریں، مگر صاحب لوگ بالکل آخر میں آتے ہیں، آپ آخری دو تین منٹ میں بیان کر دیں تاکہ ہمارے بھی حقوق کی کوئی پاسداری ہو جائے۔ اگر کوئی میرے ماتحت ہے، میں اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں اور میرا مسلمان ہونے کا دعویٰ ہے تو مجھے یقین رہتا ہے کہ اللہ میرے ساتھ ہے اور یہ دونوں لکھ رہے ہیں؟ اسی کو ذرا پھیلا دیں کہ کاروبار کرنے والا تاجر ہو، پڑھانے والا معلم ہو، فیصلے کرنے والا جج ہو، پارلیمنٹ میں بیٹھا کوئی پارلیمنٹ کا ممبر ہو، سیاست کرنے والا کوئی سیاستدان ہو، ریاستی اداروں کے سربراہان اور ذمہ داران ہوں کسے باشد اور ہم اور آپ سب ہوں۔ ہمیں یقین ہے کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے اور یہ دونوں بیٹھے ہوئے ہیں اور ہمارا سب کچھ ریکارڈ پر ہے۔ ہم ادھر چھپ کے آ جائیں گے، بچ بھی جائیں گے، ثبوت مٹا بھی دیں گے سب کچھ چل جائے گا لیکن کیا اُدھر چلے گا؟ اندھیر نگری نہیں ہے۔ اللہ کے سامنے نہیں چلے گا۔

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ۝۱۸﴾

''وہ کوئی لفظ بھی نہیں بولتا ہے مگر اُس کے پاس ایک مستعد نگران موجود ہوتا ہے۔''

میرا آپ کا کوئی لفظ unrecorded نہیں ہے اور یہ تو چھوٹا سا کیمرہ ہے یہ ریکارڈ ہوا اور یہ ساری دنیا میں نشر ہو جائے گا اور ہزاروں جگہوں پر save ہو جائے گا۔ سیٹلائٹ چینلز پر جو کوالٹی ہے، اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہم جو کوالٹی دے رہے ہیں سو برس کی گارنٹی ہے کہ یہ ایسے ہی maintain رہے گی اور جو لوگ editing کرتے ہیں۔ اب تو ایک فریکشن آف سیکنڈ کی بھی editing کرنی ہو جیسے کسی مقرر نے ''کا'' کہہ دیا اب وہ مقرر تو ہاتھ نہیں آئے گا تو ایڈیٹر کہیں اور سے ''کی'' اٹھائے گا اور اس ''کا'' کو ہٹا کے اس کی جگہ ''کی'' لگا دے گا، مجھے اور آپ کو پتا بھی نہیں چلے گا۔ حضرت انسان نے آج تک اپنے دماغ کا اوسطاً سات یا آٹھ فیصد استعمال کیا ہے۔ europeans یا اس طرح کے قبیل کے لوگوں کا کہنا ہے کہ آئن سٹائن نے شاید دس فیصد استعمال کیا ہوگا۔ بہر حال انسان کی سات آٹھ فیصد کی یہ کارگزاری ہمارے سامنے ہے۔ بٹن جتنے کیمرے بھی آ گئے ہیں جو خاص طور پر خاص مراحل میں استعمال ہوتے ہیں۔ تو اللہ کے لیے کوئی مشکل ہے؟ اور صرف قول نہیں بلکہ اللہ کہتا ہے کہ ذرہ برابر عمل بھی آ جائے گا۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝۷ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۸﴾ (الزلزال)

''تو جس کسی نے ذرّہ کے ہم وزن بھی کوئی نیکی کی ہوگی وہ اُسے دیکھ لے گا۔ اور جس کسی نے ذرہ کے ہم وزن کوئی بدی کی ہوگی وہ بھی اُسے دیکھ لے گا۔''

اور صرف عمل ہی نہیں آئے گا بلکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۝۱۰﴾ (العادیات) ''اور ظاہر کر دیا جائے گا جو کچھ سینوں میں ہے۔''

سینوں کے راز آئیں گے نہیں کھول دیے جائیں گے۔

﴿يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝۹﴾ (الطارق) ''جس دن تمام چھپے ہوئے رازوں کی جانچ پڑتال ہوگی۔''

رازوں کو جانچ لیا جائے گا۔ اور یہ جو اللہ نے کہا کہ دو لکھنے والے بیٹھے ہوئے ہیں، تیار بیٹھے ہوئے ہیں، گواہ بنے ہوئے ہیں، لکھے جا رہے ہیں۔ اللہ کو کوئی حاجت نہیں ہے۔ کل کچھ لوگ جھوٹ بولنا چاہیں گے معاذ اللہ، اللہ کہتا ہے قرآن میں مشرکین کہیں گے:

﴿وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ۝۲۳﴾ (الانعام)

''اللہ کی قسم جو ہمارا ربّ ہے ہم مشرک نہیں تھے۔''

اللہ تعالیٰ کہے گا: ﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۶۵﴾ (یٰسین) ''آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے اس کمائی کے بارے میں جو وہ کرتے رہے تھے۔''

اللہ لکھا ہوا پیش کرے گا:

﴿اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝۱۴﴾ (بنی اسرائیل) ''پڑھ لو اپنا اعمال نامہ! آج تم خود ہی اپنا حساب کر لینے کے لیے کافی ہو۔''

آج حمایتی بڑے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ گھرانوں کے اندر، عدالتوں کے اندر، دفاتر کے اندر اور ملکی معاملات میں بھی ایک دوسرے کو بچانے کے لیے حمایتی کھڑے ہو جاتے ہیں۔ سورۃ النساء میں منافق کا واقعہ آتا ہے۔ اللہ کہتے ہیں آج تم نے جھگڑا کر لیا ہے ان لوگوں کی طرف سے اللہ کے سامنے کون ان کا حمایتی بن کر کھڑا ہوگا؟ اللہ کی قسم! یہ ہے سارا بگاڑ۔ یقین نہیں ہے کہ موت آنی ہے، قبر میں جانا ہے، اللہ کے سامنے پیش ہونا اور کل حساب کتاب ہے۔ یہ ہم سب کا اجتماعی مسئلہ ہے۔

ایک اور مقام میرے دل میں ہے کہ میں آپ

کے سامنے رکھ کر ایک بات کی طرف اشارہ کروں۔ سورۂ نوح کی آیت 13 میں استغفار کا تذکرہ ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی ساڑھے نوسو برس کے بعد دکھی دل کی پکار ہے کہ اللہ دن رات ایک ایک کے پاس جا کے مجمع میں personally طور پر ان کو میں نے پکارا لیکن انہوں نے تو چادریں اوڑھ لیں، اپنے چہروں کو چھپا لیا، فرار اختیار کیا۔ پھر قوم سے خطاب کر کے کہتے ہیں:

﴿مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿١٣﴾﴾ (نوح)

”تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی عظمت کے امیدوار نہیں ہو؟“

آج باپ گھر میں کہتا ہے بیٹا تو نے میرے اصولوں کا لحاظ نہیں رکھا۔ باپ کو اپنے اصولوں پر بڑا زعم ہے کہ میرے اصولوں کو توڑ دیا تو باپ اولاد پہ غصہ کرتا ہے۔ استاد کبھی شاگردوں کے اوپر، کاروباری طبقات اپنے subordinate سے کہتا ہے تم نے ہمارے اصولوں اور ہماری مرضی کے خلاف یہ کیا۔ اولاد باپ کا لحاظ رکھ لیتی ہے کبھی باپ ناراض نہ ہو جائے۔ یہ کبھی کے اندر طنز نہیں ہے حقیقت ہے۔ کبھی subordinates بھی لحاظ کر لیتے ہیں۔ بعض سیاستدانوں یا ان کے افراد کی طرف سے یہ بات آتی ہے کہ فلاں ہماری ریڈ لائن ہے۔ کبھی حکمران کہتے ہیں یہ ہماری ریڈ لائن ہے۔ کبھی ریاستی اداروں کے سربراہان کہتے ہیں یہ ہماری ریڈ لائن ہے۔ ہر ایک کو اپنی اپنی لائن کی فکر ہے۔ گھر کی، ادارے کی، کارپوریٹ سیکٹر کی، سیاستدانوں کی، حکمرانوں کی، اپوزیشن والوں کی، ریاستی اداروں کے سربراہان کی سب کی ریڈ لائنز ہیں۔ کوئی لائنیں اللہ نے بھی کھینچی ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ﴾ (البقرۃ:229)

”یہ اللہ کی حدود ہیں' پس ان سے تجاوز مت کرو۔“

اللہ کی حدود کے ٹوٹنے پر تو کوئی پریشانیاں نہیں ہو رہی ہیں۔ گھروں میں ٹوٹ رہی ہیں، فجر میں گھر والے سو رہے ہیں کوئی فکر ہی نہیں۔ اس باپ کو فکر نہیں جو جماعت کی نماز میں جا رہے ہیں گھر والے سو رہے ہیں۔ اللہ کی لائن ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بددعائیں کب کی ہیں۔ غزوۂ احزاب کے موقع پر چار نمازیں قضا ہوئیں تو حضور ﷺ نے کیا کہا:

”اللہ تعالیٰ ان (کفار و مشرکین) کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے کہ انہوں نے ہم کو بیچ والی نماز سے مصروف رکھ کر روک دیا، یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔“

آج ہم اللہ کی لائنز توڑے چلے جا رہے ہیں۔ سود کا دھندا ختم کرنے کو ہم تیار نہیں، بے حیائی کا طوفان روکنے کو ہم تیار نہیں۔ شریعت کے احکامات ٹوٹ رہے ہیں تو چہروں کا رنگ بدلتا ہی نہیں۔ آپ نے بیسیوں مرتبہ یہ حدیث سنی ہوگی کہ اے جبرائیل! جاؤ فلاں فلاں بستی کو ہلاک و برباد کرو۔ حضرت جبرائیل فرمائیں گے کہ اے اللہ! تیرا عبادت گزار بندہ بیٹھا ہے جس نے پلک جھپکنے کی مقدار تیری نافرمانی نہیں کی۔ اللہ نے فرمایا: پہلے اس کو عذاب میں مبتلا کرو پھر باقی لوگوں کو عذاب دینا۔ بہرحال اللہ کی نافرمانیاں ہوتی رہیں، شریعت کے احکامات ٹوٹتے رہیں اور ہمارے چہرے کا رنگ بھی تبدیل نہ ہوا۔ یہ میرا درد دل ہے بھائی اور یہ ہر دین کا درد رکھنے والے کا درد دل ہونا چاہیے کہ کہاں کہاں ہمارے چہروں کا رنگ بدلتا ہے۔ اللہ کی شریعت کے بارے میں ہمارے چہرے کا رنگ بدلتا نہیں ہے۔ اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ ۞۞۞

گوشۂ انسدادِ سود

ضمیمہ

تنظیم اسلامی کی انسدادِ سود کی جدوجہد کی روداد (گزشتہ سے پیوستہ)

از حافظ عاطف وحید

☆ اس petition کے دائر کیے جانے کے نتیجے میں فیڈرل شریعت کورٹ نے 26 ستمبر 2013ء کو اپنے مراسلے میں یہ petition برائے سماعت قبول کر لی اور 22 اکتوبر 2013ء کی تاریخ برائے ابتدائی سماعت دے دی اور اس جیسی دوسری متعدد درخواستوں کو یکجا کرتے ہوئے مشترکہ طور پر تمام کیس سننے کا عندیہ ظاہر کیا۔

☆ اس کیس کی پہلی اور ابتدائی سماعت میں محض اس کیس اور اس کے ساتھ lumped دیگر 117 کیس کو acknowledge کیا گیا اور کہا گیا کہ دوسری سماعت پر دلائل کا جائزہ لیا جائے گا اور petitioner کو اپنی بات کہنے کا موقع ہوگا۔

دوسری پیشی پر ڈپٹی اٹارنی اور اٹارنی جنرل کی غیر موجودگی کو بنیاد بنا کر ایک نئی تاریخ دینے کی نوید سنائی گئی۔ نیز یہ بھی بتایا گیا کہ ایک سوال نامہ تمام petitioners اور ماہرین قانون' علماء اور فنانشل ایکسپرٹس کو ارسال کیا جائے گا جس کی روشنی میں ڈیمانڈ کردہ اس کیس پر بحث کی جائے گی۔ چنانچہ 14 سوالات پر مشتمل ایک سوالنامہ فیڈرل شریعت کورٹ کی جانب سے بذریعہ مراسلہ و اخباری اطلاع بھیجا گیا اور کہا گیا کہ اس کا جواب تیار کر کے فیڈرل شریعت کورٹ کے رجسٹرار کو حسبِ استطاعت و توفیق ارسال کیا جائے۔

☆ تنظیم اسلامی کی طرف سے ان 14 سوالات کے جوابات مفصل طور پر تیار کر کے وکلاء کے ذریعے فیڈرل شریعت کورٹ میں داخل کروا دیے گئے اور کورٹ سے استدعا کی گئی کہ معاملے کی اہمیت و نزاکت کے پیش نظر اس کیس کو تیزی سے نمٹایا جائے۔

☆ کورٹ کو assist کرنے کے لیے ہماری جانب سے تین مزید وکلائے سپریم کورٹ کی خدمات حاصل کی گئیں' جن میں رائے بشیر احمد' غلام فرید سنوترہ اور اسد منظور بٹ شامل تھے۔ ہمارے علاوہ بعض دوسرے افراد اور آرگنائزیشنز کی طرف سے بھی جوابات داخل کیے گئے' جن میں متحدہ ملی مجلس' جماعت اسلامی اور شیخ ابراہیم ودیلو اور دوسرے شامل تھے۔

(بحوالہ ”سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات“، از حافظ انجینئر نوید احمدؒ)

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 412 دن گزر چکے!

عیدِ قربان اور اُسوۂ ابراہیمی ؑ

قرآن حکیم کی روشنی میں

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

حج اور عید الاضحیٰ دونوں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شخصیت ہی کے گرد گھومتے ہیں، جن کی تعظیم و تکریم روئے زمین کے بسنے والوں کی دو تہائی تعداد کرتی ہے اور ان دونوں کے مراسم و مناسک ان کی حیات طیبہ کے بعض واقعات کی یادگار ہی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طویل سفرِ حیات کا لب لباب اگر ایک لفظ میں بیان کیا جائے تو وہ ہے: ''امتحان و آزمائش'' جس کے لئے قرآن حکیم کی اپنی جامع اصطلاح ''ابتلاء'' ہے۔ چنانچہ سورۃ البقرہ میں ان کی پوری داستان حیات کو ان چند الفاظ میں سمو دیا گیا ہے ''اور جب آزمایا ابراہیمؑ کو اس کے رب نے بہت سی باتوں میں تو اس نے ان سب کو پورا کر دکھایا۔'' (آیت: 124) سورۃ الملک کی ابتدائی آیات میں فرمایا: ''وہ جس نے پیدا کیا موت اور زندگی کو کہ تمہیں آزمائے کہ کون ہے تم میں سب سے اچھا عمل کے اعتبار سے۔'' (آیت: 2) بقول علامہ اقبال ؎

قلزمِ ہستی سے تو اُبھرا ہے مانندِ حباب
اس زیاں خانے میں تیرا امتحاں ہے زندگی!

انسان کی فلاح و کامیابی کا دارومدار اس پر ہے کہ وہ اپنے خالقِ حقیقی اور پروردگارِ حقیقی کی معرفت حاصل کرے اور اس کی محبت سے سرشار ہو جائے' جو گویا امتحان ہے اس کی عقل و خرد کا اور آزمائش ہے اس کے قلب سلیم اور فطرت سلیمہ کی — اور پھر پورے عزم و استقلال اور صبر و ثبات کے ساتھ قائم و مستقیم رہے اس کی اطاعت کلی اور فرمان برداری کامل پر جو کہ گویا امتحان ہے اس کے عزم اور حوصلے کا اور آزمائش ہے اس کی سیرت کی پختگی اور کردار کی مضبوطی کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی سب سے پہلے اسی عقل سلیم اور فطرت سلیمہ کے امتحان سے سابقہ پیش آیا۔ انہوں نے ایک ایسے ماحول میں آنکھ کھولی جس میں ہر طرف کفر اور شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیرے چھائے ہوئے تھے اور کہیں بتوں اور مورتیوں کی پوجا ہو رہی تھی تو کہیں ستاروں اور سیاروں کو پوجا جا رہا تھا۔ اس ماحول میں آنکھ کھولنے اور پرورش پانے والے نوجوان نے جب یہ نعرہ لگایا کہ ''میں نے تو اپنا رخ پھیر دیا اس ذات کی طرف جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو ہر طرف سے یکسو ہو کر اور میں ہرگز اس کے ساتھ شرک کرنے والا نہیں۔'' (الانعام: 79) تو کیا آسمان اور زمین وجد میں نہ آ گئے ہوں گے اور کون و مکان میں ہلچل نہ مچ گئی ہوگی۔ بقول علامہ اقبال ؎

عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہ کامل نہ بن جائے!

عقل و فطرت کی اس آزمائش اور معرفت رب کے اس امتحان میں کامیابی کے فوراً بعد ''استقامت'' کی جانچ پرکھ کا ایک طویل اور جاں گسل سلسلہ شروع ہو گیا' جس میں ہر لحظہ امتحان تھا' ہر آن ابتلاء۔ ایک جانب ایک نوجوان تھا اور دوسری جانب پوری سوسائٹی اور پورا نظام۔ گویا ''کشاکش خس و دریا'' کا دیدنی نظارہ! عزم و ہمت کا وہ کون سا امتحان تھا جو اسے پیش نہ آیا۔ صبر و ثبات کی وہ کون سی آزمائش تھی جس سے وہ دوچار نہ ہوا۔ حوصلہ تحمل و برداشت اور جذبہ ایثار و قربانی کی جانچ پرکھ کا وہ کون سا طریقہ تھا جو اُن پر آزمایا نہ گیا۔ گھر سے وہ نکالے گئے۔ معبد میں اُن پر دست درازی ہوئی۔ سرعام اس پر ہجوم کیا گیا۔ دربار میں اُن کی پیشی ہوئی اور آگ میں وہ ڈالے گئے۔ بقول شاعر

اس راہ میں جو سب پہ گزری ہے سو گزری
تنہا پسِ زنداں کبھی رسوا سرِ بازار!
کڑکے ہیں بہت شیخ سرِ گوشۂ منبر
گرجے ہیں بہت اہلِ حکم برسرِ دربار

لیکن نہ کبھی اس کے جوش اور ولولے میں کوئی کمی آئی' نہ پائے ثبات میں کوئی لغزش! باپ سے ''وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا'' کی غیظ آمیز جھڑکی کھا کر بھی وہ پورے ادب و احترام اور پورے حلم و وقار کے ساتھ یہ کہتے ہوئے رخصت ہوئے: ''تم پر سلامتی ہو! میں اپنے پروردگار سے تمہارے لئے معافی کی درخواست کروں گا' حقیقتاً وہ مجھ سے بڑا مہربان ہے اور میں اعلانِ براءت کرتا ہوں تم سب سے بھی اور ان سے بھی جنہیں تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو اور میں تو پکاروں گا صرف اپنے پروردگار ہی کو...... ! مجھے یقین ہے کہ میں اس کو پکار کر بے نصیب نہ رہوں گا۔'' (مریم: 47،48) دربار میں پیشی ہوئی تو ؎

نہ لا وسواس دل میں جو ہیں تیرے دیکھنے والے
سرِ مقتل بھی دیکھیں گے چمن اندر چمن ساقی!

کے مصداق خدائے واحد و قہار کے پرستار نے دنیوی شان و شوکت' جاہ و جلال اور دبدبے اور طنطنے کو ذرہ بھر بھی خاطر میں نہ لاتے ہوئے شہنشاہِ وقت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اعلان کیا: ''میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔'' (البقرہ: 258) اور جب ربوبیت والوہیت کے مدعی مغرور نے مناظرانہ رنگ میں کہا: ''مجھے بھی زندہ رکھنے یا مار دینے کا اختیار حاصل ہے۔'' تو پوری جرأت رندانہ اور شانِ بے باکانہ کے ساتھ ترکی بہ ترکی جواب دیا: ''تو اللہ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے (تجھ میں کچھ الوہیت ہے) تو تُو اسے مغرب سے طلوع کر کے دکھا۔'' (البقرہ: 258) نتیجتاً اس کافر مردود نمرود کے پلے سوائے مرعوبی و مبہوتی کے اور کچھ نہ رہا اور پھر جب پوری قوم' پوری سوسائٹی اور پورے نظام باطل نے اپنی شکست پر جھنجھلا کر اُنہیں آگ کے ایک بڑے الاؤ میں ڈالنے اور جلا کر راکھ کر دینے کا فیصلہ کیا تب بھی اُن کے عزم اور ارادے میں کوئی تزلزل نہ آیا اور عشق کی اس بلند پروازی پر وہ عقل بھی انگشت بدنداں رہ گئی جس نے ابتداً اسے خود ہی اس راہ پر ڈالا تھا۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی!

اور جب خدائے علیم و قدیر نے اسے آگ سے معجزانہ طور پر زندہ و سلامت نکال لیا تو اس نے یہ کہتے ہوئے کہ: ''میں اپنے رب کی طرف ہجرت کر رہا ہوں' یقیناً وہ مجھے راہ یاب کرے گا۔'' (الصّٰفّٰت: 99) گھر بار اور ملک و وطن سب کو خیر باد کہا اور آباء و اجداد کی سرزمین کو باحسرت و یاس دیکھتا ہوا وہ ان دیکھی منزل کی جانب روانہ ہو گیا' تا کہ صرف خدائے واحد کی پرستش کر سکے اور محض اسی کے نام کا کلمہ پڑھ سکے! حالانکہ اب زندگی

کے اس دور کا آغاز ہو چکا تھا جس میں جوانی کا زور ٹوٹتا ہوا محسوس ہونے لگتا ہے اور بڑھاپے کے آثار شروع ہو جاتے ہیں۔ بقول حالی ؎

ضعفِ پیری بڑھ گیا' جوشِ جوانی گھٹ گیا
اب عصا بنوایئے نخلِ تمنا کاٹ کر

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت کے بعد کی پوری زندگی مسلسل مسافرت و مہاجرت کی داستان ہے۔ آج شام میں ہیں تو کل مصر میں' پرسوں شرق اردن میں ہیں تو اگلے روز حجاز میں۔ کوئی فکر ہے تو صرف اس کی اور دُھن ہے تو محض یہ کہ توحید کا کلمہ سربلند ہو اور دعوت توحید کے جابجا مراکز قائم ہو جائیں۔ اپنی ان کوششوں میں وہ اس بوڑھے باغبان سے نہایت گہری مشابہت رکھتے ہیں جو جابجا اپنے لئے نہیں بلکہ آنے والی نسلوں کے لئے باغ لگاتا پھر رہا ہو۔

جب بڑھاپے کے آثار کچھ زیادہ ہی طاری ہوتے محسوس ہوئے اور ادھر یہ نظر آیا کہ اولاد سے تاحال محرومی ہے' تو فکر دامن گیر ہوئی کہ میرے بعد اس مشن کو کون سنبھالے گا۔ وطن سے ایک بھتیجے نے ان کے ساتھ ہجرت کی تھی جسے شرقِ اردن میں دعوت توحید کی علم برداری سونپ دی تھی۔ اللہ سے دُعا کی ''پروردگار! نیک وارث عطا فرما۔'' (الصّٰفّٰت:100) اور اللہ کی شان کہ خالص معجزانہ طور پر ستاسی برس کی عمر میں اللہ نے ایک چاند سا بیٹا عطا فرما دیا اور وہ بھی ایسا جسے خود اللہ نے ''غلام حلیم'' قرار دیا۔ جیسے جیسے بیٹا بڑا ہوتا گیا گویا بوڑھے باپ کا نخلِ تمنا دوبارہ ہرا ہوتا گیا۔ یہ اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں کہ کیسی جذباتی وابستگی بوڑھے باپ کو اس بیٹے سے ہو گی اور کیسی اُمیدیں اس نے اپنے دل میں اس کے ساتھ وابستہ کر لی ہوں گی۔

بیٹا برابر کا ہونے کو آیا تو گویا باپ کا دست و بازو بن گیا اور دونوں نے مل کر توحید کے عظیم ترین مرکز یعنی کعبۃ اللہ کی دیواریں اُٹھائیں' جسے قرآن حکیم نے ''اَلْبَیْتَ الْعَتِیْقِ'' بھی قرار دیا اور ﴿اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ﴾ کا مصداق بھی۔ یہ مقدس معمارانِ حرم جن جذبات کے ساتھ تعمیر کر رہے تھے ان کی عکاسی قرآن حکیم کی ان آیات میں بتمام کمال کی گئی ہے: ''اور جب ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) بیت اللہ کی دیواریں اُٹھا رہے تھے (تو کہتے جاتے تھے) پروردگار ہمارے! قبول فرما ہم سے (ہماری یہ خدمت)' یقیناً تو سب کچھ سننے والا بھی ہے اور سب کچھ جاننے والا بھی۔ اور اے رب ہمارے! بنائے رکھ ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار' اور اُٹھا ہماری اولاد میں سے ایک فرمانبردار اُمت۔'' (البقرۃ:127،128)

ادھر بوڑھا باپ اپنے جوان ہوتے ہوئے بیٹے کو دیکھ دیکھ کر جی رہا تھا' اُدھر قدرت مسکرا رہی تھی۔ اس کے ترکشِ امتحان میں ابھی ایک تیر باقی تھا' دل کو چھید جانے والا اور جگر سے پار ہو جانے والا تیر! گویا ابھی آخری آزمائش باقی تھی' محبت اور جذبات کی آزمائش' اُمیدوں' آرزوؤں اور تمناؤں کا امتحان۔ حکم ہوا اپنے بیٹے کو قربان کر دو۔ زمین پر سکتہ طاری ہو گیا' آسمان لرز اُٹھا' لیکن نہ بوڑھے باپ کے پائے ثبات میں کوئی لغزش پیدا ہوئی' نہ نوجوان بیٹے کے صبر و تحمل میں کوئی لرزش! دونوں نے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ یہ دوسری بات ہے کہ عین آخری لمحے پر رحمتِ خداوندی حکمتِ امتحان پر غالب آ گئی اور بوڑھے باپ کی امتحان میں کامیابی کا اعلان کر دیا گیا۔ بغیر اس کے کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح شدہ لاش فی الواقع اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ سورۃ الصّٰفّٰت میں کتنے قلیل الفاظ میں صورتِ حال کی مکمل تصویر کھینچ دی گئی ہے۔ ''تو جب وہ (بیٹا) اس (باپ) کے ساتھ بھاگ دوڑ کرنے کے قابل ہوا تو اس نے کہا: میرے بچے! میں خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں' تو تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے جواب دیا: ''ابا جان! کر گزریئے جو حکم آپ کو مل رہا ہے' آپ ان شاء اللہ مجھے صابر ہی پائیں گے۔ پھر جب دونوں نے سرِ تسلیم خم کر دیا اور اس نے اسے پیشانی کے بل پچھاڑ دیا تو ہم نے پکارا! اے ابراہیمؑ (بس کر) تو نے خواب پورا کر دکھایا۔ ہم اسی طرح جزا دیا کرتے ہیں نیکوکاروں کو۔ یقیناً یہ ایک بہت بڑی آزمائش تھی۔'' (الصّٰفّٰت 102 تا106) گویا جس کا امتحان لیا جا رہا تھا اس نے ہمت نہ ہاری' ممتحن ہی کو بس کرنا پڑی۔ جس نے نہ صرف یہ کہ اس بیٹے کی جگہ مینڈھے کی قربانی بطور فدیہ قبول کر لی بلکہ اس کی یادگار کے طور پر ہمیشہ ہمیش کے لئے قربانی کا سلسلہ جاری فرما دیا۔ اس امتحان اور آزمائش کی ایک طویل داستان کمال کو پہنچی اور عقل و فطرت کی سلامتی اور سیرت و کردار کی پختگی کی کٹھن جانچ پرکھ اور جذبات و احساسات کے ایثار اور محبت کی قربانی کے مشکل امتحانات سے گزر کر اللہ نے اپنے برگزیدہ بندے کو امامت الناس کے منصب پر فائز کیا۔ ''سلام ہو ابراہیم پر! اسی طرح ہم بدلہ دیا کرتے ہیں نیکوکاروں کو یقیناً وہ ہمارے صاحب یقین بندوں میں سے تھا۔'' (الصّٰفّٰت:109 تا111)

گویا یہ ہے ایک سچے مسلمان کی زندگی کی ایک کامل تصویر اور ''ایمان حقیقی'' کی صحیح تعبیر۔ بقول مولانا محمد علی جوہر ؎

یہ شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا!

سورۃ الحج میں حج کے دو ہی بنیادی ارکان کا ذکر ہے: ایک اللہ کے نام پر جانوروں کی قربانی اور دوسرے طواف بیت اللہ' اور ان میں سے بھی زیادہ زور اور تکرار قربانی پر ہی ہے۔ ''اور ہم نے ہر ایک امت کے لیے قربانی کا طریق مقرر کر دیا ہے تاکہ جو مویشی چارپائے اللہ نے ان کو دیئے ہیں (ان کے ذبح کرنے کے وقت) ان پر اللہ کا نام لیں۔'' (الحج:34) ہمیں اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیے کہ جس طرح ہم نے دین کے دوسرے تمام حقائق کو محض رسموں میں تبدیل کر کے رکھ دیا ہے' جس کا مرثیہ علامہ اقبال نے اس شعر میں کیا تھا کہ ؎

رہ گئی رسمِ اذاں روحِ بلالیؓ نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالیؒ نہ رہی!

اسی طرح قربانی کی روح بدقسمتی سے ہماری عظیم اکثریت کے عمل ہی سے نہیں وہم و خیال سے بھی غائب ہو چکی ہے اور اب اس کی حیثیت بعض کے نزدیک محض ایک رسم کی ہے اور اکثر کے نزدیک اس سے بھی بڑھ کر ایک قومی تہوار کی۔ یہی وجہ ہے کہ اگرچہ ہر سال پندرہ لاکھ سے بھی زائد کلمہ گو حج کرتے ہیں اور بلامبالغہ کروڑوں کی تعداد میں جانوروں کی قربانی دی جاتی ہے' لیکن اُس روحِ تقویٰ کا فقدان ہے جس کی رسائی اللہ تک ہے۔ بقول علامہ اقبال مرحوم ؎

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے
وہ دل' وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے!

کاش کہ ہم جرأت کے ساتھ موجودہ صورتحال کا صحیح تجزیہ کر سکیں اور اصل روحِ قربانی کو اپنی شخصیتوں میں جذب کرنے پر کمر ہمت کس لیں' اور عید قربان پر جب اللہ کے لئے ایک بکرا یا دنبہ ذبح کریں تو ساتھ ہی عزم مصمم کر لیں کہ اپنا تن' من' دھن اس کی رضا پر قربان کر دیں گے۔

۞۞۞

امریکہ نے ہر دور میں ہر قدم پر پاکستان کو دھوکا بھی دیا اور ہمیں غلام بھی بنائے رکھا: رضاء الحق

آئی ایم ایف ہمیں ڈیفالٹ نہیں ہونے دے گا اور نہ ہی ہمیں کبھی آزاد ہونے دے گا: مصطفیٰ کمال پاشا

دنیا میں بے روزگاری اور غربت کو کم کرنے کے لیے زکوٰۃ سے مؤثر کوئی نظام موجود نہیں ہے: ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی

پاکستان کی معاشی بدحالی: آخر کب تک کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: پاکستان اس وقت بدترین معاشی بحران کا شکار ہے۔ آپ کے خیال میں پاکستانی معیشت کی اس تنزلی کا ذمہ دار کون ہے؟

مصطفیٰ کمال پاشا: معیشت اور سیاست کا طالب علم ہونے کی حیثیت سے میں سمجھتا ہوں کہ مائیکرو لیول پر یہ ذمہ داری کسی ایک رکن پر نہیں آتی بلکہ آئین کی اس شق پر عمل نہیں ہوا کہ حاکمیت صرف اللہ کی ہے۔ یہاں سے ہی ہماری تمام تر خرابیوں، برائیوں، کمزوریوں اور کوتاہیوں کی ابتدا ہوتی ہے اور پھر ہم نے آئین کے تحت طے کیا کہ ہمارا نظام زر، نظام سیاست اور نظام معاشرت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی روشنی میں ترتیب پائے گا۔ لیکن عملی طور پر ہمارا آج تک نظام زر سود کے گرد گھوم رہا ہے جو قرآنی احکامات اور فرمانِ رسالتؐ میں قطعاً قابل قبول نہیں ہے۔ ہم جس عالمی نظام معیشت اور نظام سیاست کا حصہ ہیں اس کی بنیاد سود ہے چنانچہ ہم اللہ اور رسول ﷺ کے ساتھ کھلی جنگ کر رہے ہیں۔ آج پاکستان معاشی اور معاشرتی طور جس مقام پر کھڑا ہے اس کی یہ وجہ ہے ہم نے اپنا قبلہ درست نہیں کیا۔

سوال: پاکستان کی موجودہ معاشی صورتحال میں 2023ء کا بجٹ بھی آنے والا ہے۔ کیا آپ کے خیال میں حکومت ان حالات میں متوازن بجٹ پیش کر سکے گی؟

رضاء الحق: متوازن بجٹ کا انحصار چند چیزوں پر ہے۔ ہمارا گزشتہ بجٹ تقریباً ساڑھے نو کھرب روپے کا تھا اور اس میں تقریباً ساڑھے چار کھرب روپے قرضوں کے اوپر سود کی ادائیگی کے لیے تھا۔ انتہائی حیرت کی بات یہ ہے کہ ہمارے واجب الادا قرضے میں سے دو تہائی اندرونی قرضہ ہے۔ یعنی پاکستان کے اندر ہی ڈیپارٹمنٹس، اداروں، آرگنائزیشنز اور صوبوں کا آپس میں واجب الادا ہے اور اس کے اوپر سود بنا ہوا ہے، باقی ایک تہائی بیرونی قرضہ ہے۔ پچھلے کچھ عرصے کے دوران آئی ایم ایف سے ہماری ڈیل نہیں ہو پا رہی لیکن ڈالر کی اڑان کی وجہ سے اس قرضے کے حجم میں بہت زیادہ اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے روپے ڈالر میں کنورٹ کر کے ہی قرضوں کی واپسی کرنی ہے۔ پچھلے بجٹ میں ہم نے ٹیکس کلیکشن تقریباً چار اشاریہ نو کھرب روپے رکھی تھی اور

مرتب: وقار احمد

وصولی اس سے زیادہ ہوگئی۔ لیکن ہمارا ٹیکس سسٹم بالواسطہ ٹیکسوں پر چلتا ہے جو ایک ظالمانہ نظام ٹیکس ہے۔ اس کے علاوہ ہمیں بیرون ملک سے ترسیلات (ریمیٹنسز) آتی ہیں۔ اگر ٹیکسز سسٹم کو دیکھا جائے تو دو باتیں بڑی واضح ہوتی ہیں، پہلی بات یہ کہ مراعات یافتہ امیر طبقے پر بالواسطہ ٹیکس بہت کم لگتا ہے جس کی وجہ سے بالواسطہ ٹیکس غریب ترین آدمی دینے پہ مجبور ہے، براہ راست ٹیکس کی شرح بہت کم ہے۔ دوسری بات یہ کہ ہمارا ٹیکس نیٹ بہت چھوٹا ہے اور کیا ہم آئندہ ان معاملات میں خود انحصار ہونا چاہتے ہیں یا امریکہ اور آئی ایم ایف سے کوئی ڈیل چاہتے ہیں۔ پاکستان لمبے عرصے سے آئی ایم ایف کے چنگل میں رہا ہے اور اب ہم سیاسی، معاشی اور معاشرتی طور پر بالکل کمزور اور مفلوج و معذور ہو گئے ہیں بلکہ یوں سمجھ لیں کہ بستر مرگ پر ہیں۔ اس حالت میں بھی آئی ایم ایف ہماری ناک سے لکیریں نکلوا رہا ہے، پہلے تو معاشی شرائط رکھتا تھا لیکن اب تو سیاست میں بھی مداخلت شروع کر دی ہے۔ اجتماعی سطح پر یہ مہم شروع ہونی چاہیے کہ خود انحصاری کی بنیاد پر جتنی چادر ہے اس کے مطابق پاؤں پھیلائے جائیں اور وہ صرف نعرے کی حد تک مہم نہ ہو حقیقت میں بھی نظر آئے۔ ان معاملات کو صحیح طریقے نمٹا جائے پھر متوازن بجٹ آسکتا ہے لیکن اگر ایسا نہیں ہوگا تو پھر جیسے پچھلے بجٹ آتے رہے اور اس کے بعد پھر اگلا سپلیمنٹری بجٹ اور پھر مزید سپلیمنٹری بجٹ یہی سلسلہ چلا تو پھر صورتحال ٹھیک نہیں ہوگی۔

سوال: ہم کافی دیر سے کوشش کر رہے ہیں کہ ہمیں آئی ایم ایف سے لون مل جائے۔ اب آئی ایم ایف سے قرض کے معاہدے میں کافی تاخیر ہو چکی ہے۔ آپ کے خیال میں اس تاخیر کی وجہ کیا؟

ڈاکٹر شاھد حسن صدیقی: میں سمجھتا ہوں اس میں ہماری غلطیاں بھی ہیں مگر اس کی جو بنیادی وجہ امریکہ کا رویہ پاکستان کے ساتھ ٹھیک نہیں کیونکہ آئی ایم ایف امریکی احکامات کے تابع ہے۔ اب امریکہ کی ترجیحات بدل چکی ہیں۔ اصل میں امریکی جنگ دہشت گردی کے خاتمے کے نام پر تھی وہ حقیقت میں دہشت گردی کے فروغ کے لیے تھی۔ اب اس جنگ میں امریکہ کو مدد کی ضرورت کم ہو چکی ہے اس لیے اس کا رویہ بدل گیا ہے۔ نائن الیون کے بعد ستمبر 2008ء میں پاکستان کو تباہی کی طرف لے جانے کا معاہدہ کیا گیا تھا۔ پندرہ سالہ سفر میں امریکہ کا مشن یہ تھا کہ پاکستان میں دہشت گردی کو فروغ دیا جائے اور پاکستان کو دہشت گرد ملک اور اسلام کو دہشت گرد مذہب قرار دیا جائے۔ پاکستان کو غیر مستحکم کیا جائے اور معیشت کو تباہ و برباد کر دیا جائے۔ پاکستان کے اداروں میں ٹکراؤ بڑھایا جائے اور قوم، حکومت، افواج پاکستان اور اداروں میں اعتماد کا سنگین بحران پیدا کیا جائے۔ بدقسمتی کے ساتھ یہ مقاصد بڑی حد تک امریکہ نے حاصل کیے ہیں۔ ایک خوفناک بات یہ ہے کہ عالمی طاقتوں کی نیو گریٹ گیم کے تحت یہ سوچ ہے کہ آگے چل کر آئی ایم ایف، ایف اے ٹی ایف اور پاکستان کی

اشرافیہ کی مدد سے خدانخواستہ پاکستان کے ایٹمی طاقت کو نقصان پہنچایا جائے۔ پاکستان کے جغرافیائی نقشے تبدیل کر دے، ہماری سرحدیں چین، افغانستان اور ایران سے نہ ملیں تاکہ پاکستان کی اہمیت ختم ہو جائے اور پاکستان کے اسلامی تشخص کو نقصان پہنچایا جائے۔ پاکستان میں انہی مقاصد کی طرف پیش قدمی ہو رہی ہے اور نائن الیون کے بعد ممتاز امریکی دانشور ہنری کسینجر نے یہ کہا تھا کہ دہشت گردی کی جنگ کا فیصلہ کن مرحلہ تب ہوگا جب افغانستان میں امریکی کی کارروائیاں ختم ہو رہی ہوں گی اور اس جنگ کا محور افغانستان کے باہر ہوگا۔ آج بھی میں کہہ رہا ہوں کہ یہ فیصلہ حکومت کرے گی کہ ہمیں ڈیفالٹ کب کرنا ہے۔ معیشت تباہی، روپے کی قدر میں کمی، مہنگائی میں تیزی سے اضافہ یہ سب ہم نے نیو گریٹ گیم کے مقاصد کو تقویت پہنچائی ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان کے اشرافیہ نے اقتدار اور دولت کے لیے اس میں مکمل طور پر تعاون کیا ہے۔

سوال: پاکستان کے موجودہ معاشی مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت آئندہ بجٹ میں کیا اقدامات اٹھائے کہ مہنگائی میں پسی ہوئی عوام کو واقعتاً کوئی حقیقی ریلیف مل سکے؟

ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی: حکومت کو یہ معلوم ہے آئندہ مالی سال میں ہماری شرح نمو بہت سست رہے گی، افراط زر یعنی مہنگائی چار گنا تک رہے بڑھ جائے گی۔ یہ بجٹ ہم آئی ایم ایف کی شرائط کے مطابق بنا رہے ہیں اور طاقتور طبقوں کو بھی مراعات دینی ہیں اس لیے عوام کو ریلیف ملتا نہیں نظر آ رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت مراعات دینا چاہے تو بیشک دے لیکن ٹیکس کی چوری روک لے، اس سے کوئی چار ہزار ارب روپیہ ہمیں مل سکتے ہیں۔ اور کابینہ میں جو پچاسی چھیاسی آدمی بیٹھے ہیں ان کے شاہانہ اخراجات میں پندرہ سو ارب روپے کی کمی ممکن ہے لیکن بدقسمتی سے ایسا کچھ ہوتا نظر نہیں آ رہا۔

سوال: موجودہ معاشی صورتحال کے دوران آپ کے خیال میں جو بیلنس بجٹ ہو اس کی چیدہ چیدہ ترجیحات کیا ہونی چاہیے؟

ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی: میرے خیال سے اس صورتحال میں بیلنس بجٹ نہیں ہوگا بلکہ آئی ایم ایف کی شرائط کے مطابق ہوگا۔ اب ہمارے پاس دو ہی راستے رہ گئے ہیں یا تو بجٹ سے پہلے معیشت کے شعبے میں اصلاحات کو قانونی شکل دے دیں اور وہ قانون اتنا واضح ہو کہ الیکشن کے بعد جو بھی حکومت آئے وہ اس پر عمل کرنے کی پابند ہو یا پھر پوری قوم تیار ہو جائے کہ اس کو خودکشی کرنی ہے۔ حکومت کو ٹیکسوں کے نظام کو اسلام کے نظام عدل کے مطابق بنانا ہوگا۔ جس کی آمدنی زیادہ ہے اس سے ٹیکس لے لیں، جس کی آمدنی کم ہے، اس سے ٹیکس نہ لیں اور جی ایس ٹی کو اٹھارہ فیصد سے کم کر کے سات فیصد پر لے آئیے، پٹرولیم مصنوعات پر بھتہ کو پچاس روپیہ سے صفر کر دیجیے تو پھر بھی آپ کو اتنی آمدنی مل جائے گی کہ آپ غریب کو مراعات دے سکیں۔ ہمارا ٹیکسوں کا نظام غیر اسلامی اور غیر آئینی ہے۔ انکم ٹیکس آرڈیننس 111/4 ہے جس کے تحت لوٹی ہوئی دولت، رشوت، بھتے اور سمگلنگ کی کمائی کو قومی خزانے میں ایک روپیہ جمع کرائے بغیر ہم اس کو باہر منتقل کر سکتے ہیں، اس قانون کو منسوخ کرنا پڑے گا۔ توانائی کے شعبے میں اصلاحات کرنی پڑے گی۔ تعلیم اور صحت کا بجٹ کم سے کم دوگنا کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ

پاکستان کی پارلیمنٹ، صوبائی اسمبلیاں، سول اور ملٹری بیوروکریسی، عدالتیں، دانشور، الیکٹرانک میڈیا اور اس طریقے سے وہ لوگ جو معاشرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان سب کا ایک کردار ہے کہ گٹھ جوڑ کر کے طاقتور طبقوں کو مراعات دی جائیں اور پاکستان کو کمزور کیا جائے۔

نے جو زکوٰۃ کا نظام دیا تھا اسے رائج اور نافذ کرنا ہوگا۔ مغرب کے ماہرین سے بہت سی چیزیں ڈسکس ہوتی تھیں، دو باتوں پر مجھ سے متفق تھے۔ ایک یہ کہ دنیا میں بے روزگاری یا غربت کی کمی کے لیے زکوٰۃ سے اچھا موثر نظام کوئی موجود نہیں ہے اور دوسرا نفع نقصان میں شرکت کا جو اسلامی طریقہ بینکاری ہے اس سے بہتر نظام کوئی بھی نہیں۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کئی سو ارب روپے کا اس سے آپ لوگوں کو بھکاری بنا رہے ہیں۔ اس کو آپ مائیکرو فنانس کے تحت بینکوں کو پابند کیا جائے کہ اس میں بلاسود قرضے آپ کو دینے ہوں گے۔ پلمبر، الیکٹریشن، کارپینٹر، چھوٹے کسان، گھریلو خواتین کو یہ قرضے دیں تاکہ وہ اپنا رزق کما سکیں، چھوٹا موٹا کاروبار کر سکیں۔ اس طریقے سے عام آدمی کو رزق کی فراہم مائیکرو فنانس کے تحت جس میں حکومت کی جیب سے پیسہ نہیں جائے گا۔ اسلامی بینکوں کو کہا جائے کہ ان لوگوں کو آپ سرمایہ فراہم کریں۔ زکوٰۃ کے نظام کو بھی بینظیر انکم سپورٹ پروگرام سے منسلک کریں۔ پاکستان کی پارلیمنٹ، صوبائی اسمبلیاں، سول اور ملٹری بیوروکریسی، عدالتیں، دانشور، الیکٹرانک میڈیا اور اس طریقے سے وہ لوگ جو معاشرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان سب کا ایک کردار ہے کہ گٹھ جوڑ کر کے طاقتور طبقوں کو مراعات دے کر پاکستان کو خدانخواستہ کمزور کیا جائے۔

سوال: 2024ء میں پاکستان پھر آئی ایم ایف کے پاس جانا چاہ رہا ہے تقریباً ایک سال کوشش کے باوجود بھی ہمیں قرض نہیں ملا ہے۔ آپ کے خیال میں مستقبل قریب میں ہمیں آئی ایم ایف سے قرض ملنے کا کوئی امکان نظر آتا ہے؟

مصطفیٰ کمال پاشا: حکومتِ پاکستان نے آئی ایم ایف کی وہ شرائط بھی پوری کر دی ہیں جو ہم پوری کرنے کی استعداد نہیں رکھتے تھے۔ مثلاً روپیہ کی قدر کو گرا دیا گیا ہے، جس کے نتیجے میں اس وقت جو اوسطاً مہنگائی کی شرح اڑتالیس فیصد ہے۔ اور پھر ہم نے کئی ایسے سیاسی فیصلے بھی آئی ایم ایف کے کہنے پر کیے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارا سیاسی عدم استحکام بھی بڑھ گیا۔ اب تمام جائز اور ناجائز شرائط پوری کرنے کے باوجود آخری شرط آئی ایم ایف نے لگائی ہے کہ جو نمائندہ حکومت ہو اس سے معاہدہ ہوگا، جس کو ہماری حکومت نے کہا ہے کہ یہ ہمارے سیاسی معاملات میں مداخلت ہے۔ آئی ایم ایف صرف قرض دینے والا ادارہ نہیں ہے بلکہ ان کے سیاسی مقاصد بھی ہوتے ہیں۔ سیاسی مقاصد دو ممالک دیکھتے ہیں امریکہ اور برطانیہ، دونوں کا آئی ایم ایف کے مالی مدد کے اندر حصہ ہے۔ آئی ایم ایف کو سب سے زیادہ حصہ تقریباً 23 فیصد فنڈ امریکہ دیتا ہے، اس کی پالیسیوں پر امریکہ اثر انداز ہوتا ہے۔ بلکہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے، تو امریکہ کے ہم سے دو مطالبے ہیں۔ ایک یہ کہ سی پیک کو بند کریں، دوسرا یہ ہے کہ جو انڈین اوشین کے اندر امریکہ چین کو گھیرنا چاہتا ہے کہ جس طرح ہندوستان اس کا حصہ ہے، اسی طرح پاکستان بھی اس کا حصہ بنے اور اس سے آگے پاکستان اب جس نئے اتحاد کی طرف بڑھ رہا ہے جو چین، روس، ایران اور سعودی عرب۔ گوادر کی بندرگاہ جو ہے چین کے حوالے کر دی اور بندرگاہ کو بھی سی پیک کے اندر لا رہے ہیں تو امریکہ کو یہ ہرگز قبول نہیں ہے۔ آئی ایم ایف نے بھی مطالبہ کیا ہے کہ جو پیسے آئی ایم ایف دے گا یہ چین کے قرضے ادا کرنے میں خرچ نہیں ہونے چاہئیں۔ آئی ایم ایف ہمیں ڈیفالٹ نہیں ہونے دے گا اور نہ ہی ہمیں کبھی آزاد ہونے دے گا۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کو اس حوالے سے استعمال

کرنا چاہیے جو زکوٰۃ ہے اس کے ذریعے ہم لوگوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے دیں۔ اخوت نے یہ تجربہ کیا ہے۔ پانچ سوبلین روپیہ اخوت کے حوالے کیے گئے۔ اخوت نے یہ رقم پلمبرز، الیکٹریشنز، ویلڈرز، موٹر مکینکز کو قرض حسنہ دیے جو گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے اچھی حکمت عملی تھی۔ اس قرضے کی واپسی تقریباً 99 فیصد رہی ہے۔ یہی قرض واپس آتا ہے پھر نئے لوگوں کو دیا جا رہا ہے۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام اور زکوٰۃ فنڈ دے کر ہم لوگوں کو بھکاری بنا رہے ہیں۔ اس کی بجائے کہ ہم اس روزگار مہیا کرنے کا ذریعہ بنائے۔ قرآنی احکامات اور زکوٰۃ کا جو منشا ہے وہ بھی یہی ہے کہ لوگوں کو ان کے پاؤں پر کھڑا کیا جائے۔

سوال: ایک نیا گروپ دنیا میں اس وقت نمودار ہو رہا ہے چین، روس، ایران اور سعودی عرب کا اور پاکستان کا رجحان بھی اسی طرف بڑھ رہا ہے۔ دوسرے ممالک کے ساتھ معاہدے کرنے میں ہم جلدی کرتے ہیں، ادھر معاملات کچھ تعطل کا شکار ہیں۔ آپ کے خیال میں اس کی کیا وجہ ہے اور کیا ایسا کرنا پاکستان کے وسیع تر مفاد میں ہوگا؟

رضاء الحق: یقیناً پاکستان کے مفاد میں نہیں ہے۔ اس وقت ایک طرف امریکہ اور اس کے اتحادی ہیں جبکہ دوسری جانب چین باقاعدہ امریکہ کا حریف ہے۔ اگر عوامی سطح پر دیکھیں تو جو طاقت کے کوریڈورز ہیں سول بیوروکریسی اور سول حکمران ہو یا ملٹری اسٹیبلشمنٹ ہو ان سب کی سوچ کے اندر 180 ڈگری کا فرق ہے۔ امریکہ نے ہر دور میں ہر قدم پہ ہمیں دھوکا بھی دیا ہے، ہمیں غلام بنائے رکھا اور آج تک اسی کوشش میں مصروف ہیں۔ ہماری تمام حکومتیں بلا استثنیٰ چاہے وہ سول ہو یا مارشل لائی حکومتیں ہو، وہ ساری کی ساری امریکہ کی غلامی کی وجہ سے پاکستان کو نقصان پہنچاتی رہی ہیں۔ چاہے جان بوجھ کر شعوری طور پر یا بغیر سوچے سمجھے غیر شعوری طور پر۔ ماضی میں ہمارے امریکہ کے ساتھ دیرینہ تعلقات رہے ہیں ابھی چین کے ساتھ ذرا نسبتاً نئے تعلقات ہیں۔ ہمارے مقتدر طبقات کے مفادات ہیں چاہے معاشی اثاثوں کی صورت میں ہو۔ یا اگلی نسلوں کی صورت میں ہوں وہ بھی امریکہ اور مغرب کے ساتھ جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی مالیاتی ادارے انہی مغربی ممالک کی پالیسی کو چلا رہے ہوتے ہیں اور ان کا خفیہ ایجنڈا ہوتا ہے۔ روس، چین، ایران اور سعودی عرب کا اتحاد بن رہا ہے۔ چین ڈالر سے ہٹ کے متبادل اپنی لوکل کرنسی میں بین الاقوامی تجارت کر رہا ہے کچھ دن پہلے وال سٹریٹ جرنل کی ایک سٹوری آئی ہوئی تھی کہ چین تقریباً آٹھ سوبلین ڈالر کے چھوٹے چھوٹے معاہدے مختلف ممالک کے ساتھ Brics کر چکا ہے جو ان کی لوکل کرنسی ہے۔ اور ایس سی او کے فورم پر بھی یہ بات سامنے آ رہی ہے اور انیس ممالک نے اپنی دلچسپی ظاہر کر دی ہے کہ وہ متبادل کرنسی کی طرف جانا چاہتے ہیں۔ البتہ پاکستان ابھی شامل نہیں ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ پاکستان بھی ڈالر سے کسی نہ کسی طرح جان چھڑائے۔ چین کے ساتھ پاکستان کا بنیادی معاہدہ سی پیک کا ہے۔ اسی کی

مغرب کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ دنیا میں بے روزگاری اور غربت کو ختم کرنے کا زکوٰۃ سے بہتر کوئی نظام نہیں۔

بنیاد کے اوپر ہمارے زیادہ تر پروجیکٹس کا انحصار ہے۔ ہم چاہیں گے کہ پاکستان اپنی درآمدات بھی چین کی طرف بڑھائے، امریکہ ہرگز اس کو قبول نہیں کرے گا۔ آئی ایم ایف کے ذریعے بھی ایران کے ساتھ 2014ء میں ہمارا گیس پائپ لائن کا ایک منصوبہ طے ہوا تھا۔ دس سال گزرنے کو ہیں اس میں ایک شق موجود ہے کہ اگر دس سال تک پاکستان اس معاہدے پر عمل درآمد نہیں کرتا تو اٹھارہ بلین ڈالر جرمانہ ہوسکتا ہے۔ شواہد یہی ہیں کہ شاید ایران تعاقب نہ کرے لیکن اگر خدانخواستہ ایسا معاملہ ہوتا ہے تو بہت بڑا خسارہ ہوگا۔ وزیر پٹرولیم مصدق ملک صاحب نے بڑی حیران کن بات کی کہ روسی تیل کا معاہدہ ہو رہا ہے لیکن توقع نہ کریں کہ عوام کے لیے تیل سستا ہوگا۔ کیوں سستا نہیں ہوگا! پوری دنیا میں روس سستا تیل بیچ رہا ہے۔ اس کی وجہ سے پوری دنیا اپنی تیل کی قیمتوں کو کنٹرول کر رہی ہے۔ مغربی ممالک کا ایشیا سے تیل لینے کا تو مقصد ہی یہ تھا کہ تیل سستا ہوگا اور ہم عوام کو ریلیف دے سکتے ہیں۔ ملکی مفاد کے تحت پالیسی اس وقت بنتی ہے جب مخلص لوگ ہوں، ان کے نزدیک ملکی پالیسی بھی اہم ہو۔ اگر اپنے ذاتی مفادات، بینک بیلنس اور اولادیں بھی باہر ہوں تو یہ امید نہیں لگائی جا سکتی۔ البتہ ہماری دعا یہ ہے کہ یہ پاکستان کے مفاد میں ہو۔ قرآن پاک کی سورت طٰہٰ کی آیت 124 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مَعِيْشَةً ضَنْكًا﴾ ایک طرف چار سو سے زیادہ دن گزر گئے لیکن سود کے فیصلے پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ دوسری طرف سٹے اور جوئے کے اوپر ہمارا معاشی نظام چل رہا ہے۔ زکوٰۃ، قرض حسنہ اور صدقات نافلہ کے حوالے سے ہماری سوچ ہی نہیں ہے۔ نام اسلامی جمہوریہ پاکستان اور آئین کے اندر اسلامی شقات بھی موجود ہیں لیکن ہم اسلام کو ترجیح دینا ہی نہیں چاہتے۔

سوال: پاکستان کے معاشی نظام میں بہتری لانے کے لیے تنظیم اسلامی کی ترجیحات کیا ہیں؟

رضاء الحق: تنظیم اسلامی کا معیشت کے حوالے سے جو نقطہ نظر ہے وہ وہی ہے جو قرآن وسنت کے اندر بیان کیا گیا ہے۔ اسلام اجتماعی زندگی کا سسٹم ہے اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ (آل عمران: 19) ''یقیناً دین تو اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے۔''

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً﴾ (البقرہ: 208) ''اے اہل ایمان! اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔''

دین بنیادی طور پر دو بڑے گوشوں پر مشتمل ہے، ایک انفرادی زندگی کا گوشہ جس میں کچھ عقائد، عبادات اور رسومات ہیں لیکن ریاست میں اجتماعی معاملات کو بھی دیکھا جاتا ہے اس میں سیاسی، معاشی اور معاشرتی تینوں نظام موجود ہیں۔ نظام تعلیم اور نظام عدل تو بہرحال ہر جگہ موجود ہے۔ اور عدل اجتماعی تو اسلام کا خاصہ ہے۔ معیشت کے حوالے سے سودی نظام کا ہر صورت میں خاتمہ لازم ہے، یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ ہے۔ نمبر دو سٹہ اور جوا اس طرح کے جتنے دوسرے معاملات ہیں، ان سب کا خاتمہ کرنا اور اسٹاک مارکیٹ کو بھی اسلامی اصولوں کے مطابق استوار کیا جائے۔ بینکنگ کے نظام کو بھی اسلامی کیا جائے۔ کرپشن کو ہمارے بعض فقہاء نے مال یتیم کے اندر خیانت کرنے سے مماثلت دی ہے تو کرپشن کا ہر صورت میں خاتمہ کرنا ہے اور اس پر کڑی سزا ہونی چاہیے۔ سرمایہ داری اور جاگیرداری کے نظام کا خاتمہ کر کے بیرونی اور اندرونی دونوں سطحوں سرمایہ کاری کو فروغ دیا جائے قرآن وحدیث کی بنیاد پر جو جو چیزیں حرام ہیں ان سب کو ختم کرنا ہے۔ ریاست کی جو بنیادی ذمہ داری ہے غذا، رہائش، صحت اور تعلیم، یہ ہر صورت میں ہر شہری کو باہم پہنچانی ہیں۔ فیڈرل شریعت کورٹ نے اپریل 2022ء میں فیصلہ سنایا کہ سود کو ختم کیا جائے اور 31 دسمبر 2027ء تک معیشت کو بھی اسلامی اصولوں کے مطابق استوار کیا جائے۔ جب اس فیصلے پر عمل درآمد ہوگا تو ہماری گاڑی ایک بار پھر پٹڑی پر چڑھ جائے گی۔ ❁❁❁

کشتۂ انصاف

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

پاکستان ابھی 9 مئی کے بھونچال سے بحال نہیں ہوا۔ ہمہ گیر اثرات سیاسی، معاشی، ابلاغی، عالمی سطح پر جاری ہیں۔ ایک طرف گھونسلا خالی ہو رہا ہے، تنکے بکھر رہے ہیں۔ دوسری طرف خوابوں اور سرابوں کا پیچھا، فرقۂ عمرانیہ (Cult) میں جوں کا توں ہے۔ جناح ہاؤس کی اجاڑی گئی ساکھ بحال کرنے کو جہانگیر ترین جو پارٹی بنانے چلے ہیں اس کا نام 'جناح لیگ' رکھے جانے کا تذکرہ تھا۔ اگرچہ چڑیل جمہوریت میں اس نام کو نہ ہی رگیدا جاتا تو بہتر تھا۔ جہانگیر کا 'جیم' (ج) مناسب ہے، نام یہی رکھ لیجیے۔ یعنی ج لیگ! فواد چودھری اپنا چاند الگ نکالنے کو شاہ محمود قریشی و دیگر کو رضامند کرنے پر کمربستہ ہیں مزید پارٹی بنانے کو تاکہ ووٹ بکھرنے سے بچا لیں۔ کیا 'تماشا جمہوریت' ہے! پارٹیوں کا جمعہ بازار سج رہا ہے عوام کو آٹے دال کا بھاؤ پتا چلانے یا سستے آٹے کے ٹرک کی بتی کے پیچھے لگا کر۔

اسی دوران ہمارا ایک پرانا زخم کھل گیا۔ دو دہائیوں سے سلگتا، جس پر وقت کی دھول پڑ جاتی رہی ہے، حالات وواقعات کے انبار تلے بہت کچھ دب جاتا ہے۔ تن ہمہ داغ داغ شد! مگر یہ تو شرمناک، المناک زخم کیا ہے پوری قوم، امت پر لگا کلنک کا ٹیکا ہے۔ امریکا بالخصوص اور اعلیٰ تعلیم یافتہ، نام نہاد تہذیب کا گہوارہ پورا مغرب، انسانی حقوق کے واویلا کاروں، اقوام متحدہ کے انسانیت کے ہمہ جہت کارپرداز ذیلی اداروں، کونسلوں، حقوق نسواں، بچوں کے منائے جاتے دن، سبھی کی اصل حقیقت کھلنے کا سامان ہے۔ جھوٹ، فریب، دجل، انصاف کے نام پر ظلم عظیم کا دوسرا نام ہے ڈاکٹر عافیہ صدیقی! قوم کی ہونہار بیٹی۔ حافظۂ قرآن اور نیوروسائنس میں امریکا ہی کے اعلیٰ تعلیمی مرکز سے ڈاکٹریٹ کی سند یافتہ ہیں۔

مضحکہ خیز الزامات کے پلندے پر ایک کمزور عورت کو تین چھوٹے بچوں کے ہمراہ پاکستان سے اٹھوایا گیا۔ (خود ہمارے ہی ہاتھوں!) ننھا بچہ کس خاک تلے دبایا؟ کوئی نہیں جانتا! باگرام میں تشدد سہتی کی چیخ وپکار پر نومسلمہ ایوان ریڈلی نے پاکستان آ کر عمران خان کی فراغت سے فائدہ اٹھا کر انہیں اس پر آواز اٹھانے کو کہا۔ یوں یہ راز فاش ہوا کہ خرکاروں کے ہاتھ ہماری بیٹی چڑھ گئی ہے۔ امریکا کی طرف سے افغانستان پر چڑھائے گئے لشکروں اور اتحادیوں کے 42 ممالک کے 400 فوجی اڈوں اور ایک لاکھ تیس ہزار فوجیوں میں کچھ حصہ مسلم ممالک کا بھی شامل رہا۔ اتنے بھاری بھرکم عساکر وجنود کو ایک تین ننھے بچوں کی مختنی سی ماں، کمزور عورت سے کیا قیامت خیز ایٹم بم نما خطرہ، چیلنج درپیش تھا؟ اسے اغوا کر کے ہولناک عقوبت خانے میں ڈالا جس میں جوانمرد بھی قبروں میں اتر گئے تاب نہ لا کر۔ وہاں نسوانی چیخیں عالمی یومِ نسواں کے چہرے کا خوبصورت نقاب نوچ رہی تھیں۔ راز فاش ہونے پر پاکستان میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں۔ باگرام کے قیدی تڑپ اٹھے۔ احتجاجی بھوک ہڑتال نوعیت کے سلسلے شروع ہوئے۔ اب روندی رگیدی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو گلوبل ولیج کے مرکز عدل وانصاف امریکا پہنچا دیا گیا۔ 36 سالہ (2008ء) عافیہ پر (3 بچوں کے ساتھ) افغانستان میں امریکی فوجی سورماؤں پر اقدام قتل اور حملے کی کوشش کا الزام دھرا گیا۔ نیویارک وفاقی عدالت نے اس کی سزا 86 سال قرار دی۔ قتل کوئی نہ ہوا۔ (دھان پان عورت 3 بچے گود میں لیے تو مچھر مارنے کی بھی گنجائش نہ تھی!) لیکن سزا ملاحظہ ہو۔

اُدھر امریکی مشٹنڈا ریمنڈ ڈیوس ہمارے ہاں تین جوان مار کر دندناتا پھرا۔ اعلیٰ ترین سطح سے اس کی دیکھ بھال کی گئی۔ جھوٹ کی بنیاد پر اسے سفارت کار ظاہر کیا امریکی حکومت نے۔ جوانوں کی دیت بھی حکومت پاکستان نے خود دلوائی۔ قاتل کو وی آئی پی بنا کر پوری آؤ بھگت کے بعد رخصت کیا۔ انصاف یہ بھی تھا! 2003ء سے دھکے کھاتی ڈاکٹر عافیہ (جب پہلی مرتبہ پاکستان میں گرفتار کی گئی۔) پر اب دو دہائیاں گزر گئیں۔ امریکا، نیٹو، ایساف سب ذلت ورسوائی سمیٹ کر اپنے تابوتوں، معذوروں اور پاگل ہو جانے والے فوجی لیے واپس اپنے اپنے ملکوں جا چکے۔ اس دوران عمران خان سمیت سبھی پاکستانی وزرائے اعظم آئے بھی اور عافیہ پر ظلم کو مکمل جانتے بوجھتے بھی اپنی بے حسی، بے بسی، بے ضمیری پر مہر ثبت کروا کر، کرسیوں سے روتے دھوتے محرومیٔ اقتدار کا غم لیے اتر گئے۔ عافیہ کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

اب عافیہ کے وکیل، بہن ڈاکٹر فوزیہ صدیقی اور عافیہ تحریک کی مسلسل محنتوں کا ثمر دو دہائیوں کے بعد ملاقات کی صورت ملا ہے۔ پاکیزہ بیٹی امریکی درندوں کے ہاتھوں روندی رگیدی، ظلم وتشدد کا نشانہ روزانہ کی بنیاد پر بنتی رہی۔ پہلے بھی یہ خبریں ہمارے بہرے کانوں سے ٹکرا کر لوٹتی رہیں۔ اب عافیہ نے خود بہن کو یہ سب بتایا۔ موٹے شیشے کے پار سے ملاقات کی پیاسی بہنیں ایک دوسرے کو تکتی رہ گئیں۔ گلے لگنے کی ٹھنڈک، لمس کی گرمی، بڑی بہن کی شفقت عافیہ کو چھونے سے بھی محروم رکھی گئی۔ آمنے سامنے کھڑے ہو کر بھی گفتگو فون پر ہوئی! عافیہ کو دیکھ کر فوزیہ صدمے سے ہک دک رہ گئیں۔ تشدد سے امریکی سورماؤں نے کمزور قیدی عورت پر گھونسے برسا کر سامنے کے چار دانت توڑ دیے تھے، کانوں کی سماعت متاثر ہو چکی تھی بات سننے میں دشواری تھی۔ پس منظر میں زندان خانے کی بھاری کنجیوں کا جلترنگ تھا۔ واپسی پر اس 'خطرناک' قیدی کو زنجیروں کا زیور پہنایا گیا تھا۔ ادھر امریکی شہری خدیجہ شاہ، (جناح ہاؤس جلانے میں سرغنہ کردار کی حامل بتائی گئی ہے) پر تشویش واندیشہ ہائے دور دراز بیرون ملک پاکستانیوں وامریکی بہی خواہوں کا ملاحظہ ہو۔ کمال مہربانی کا عالم عافیہ پر تو یہ بھی ہے کہ بیس سال بعد اپنے بچوں کی تصاویر دیکھنے کی اجازت بھی عالمی چودھریوں نے نہ دی۔ کشتۂ امریکی انصاف! سینیٹر مشتاق نے پاکستانیوں کی طرف سے ملاقات کی۔ توجہ ہٹانے اور دکھ سے نکالنے کو غالب، اقبال، حفیظ جالندھری کے اشعار پر بات ہوئی۔ ذہانت وفطانت جس میں جھلک رہی تھی۔ اس کی پوری جوانی جرمِ بے گناہی میں گلا دینے کے بعد ضرورت اس امر کی ہے کہ عافیہ کی رہائی کو عوام اور حکومت یکساں طور پر ترجیح اول بنا کر اقدامات کرے۔ امریکا، برطانیہ کے بڑے پاکستان آ کر ان کی جنگ میں جانیں دینے والے

پاکستانی سپاہیوں کے اعتراف میں ان کی یادگاروں پر تو جاتے ہی ہیں۔ اسی اعترافی یاترا میں ان سے یہ منوایا جائے۔ کہ ہم نے تمہاری چوکھٹ پر قربانیوں کے ڈھیر لگا دیے۔ اب ہماری بیٹی واپس کرو فوراً سے بیشتر۔ پوری ڈھٹائی سے انہوں نے احسان بھری تشفی دی ہے کہ 2033ء میں، 10 سال بعد عافیہ پیرول پر رہائی پا سکے گی۔ پناہ بخدا۔ ڈرو اس دن سے جب کسی مسلمان کا پیمانۂ صبر عافیہ پر لبریز ہوگیا۔ امریکا کو لینے کے دینے نہ پڑ جائیں! پاکستانی مجذوب ہوتے ہیں۔ 'نہ چھیڑ ملنگاں نوں' کی انگریزی جیل والوں کو بتا دیں! عافیہ کی واپسی شاید ہمارے خوفناک گناہوں کا کفارہ بن جائے۔ بچوں کو ماں مل جائے۔ ہم اللہ کو منہ دکھانے کے لائق ہو جائیں قبروں میں اترنے سے پہلے۔ یہ 22 کروڑ مسلمانوں (بلکہ دو ارب امت) کے پرچۂ امتحان کا بھاری بھرکم سوال ہے۔ 'تم نے اس کے لیے کیا کیا؟' لوٹنے سے پہلے اللہ کرے فوزیہ اور سینیٹر مشتاق ہم پاکستانیوں کی بزدلی، بے غیرتی، کم ہمتی پر دست بستہ عافیہ سے معافی کے خواستگار ہوں۔ اس سے کہیں پاکستان کو اللہ سے معافی دلوا دے دل کڑا کر کے! یہ وہ قوم ہے جو ہتھنی نور جہاں کی بیماری پر تڑپ اٹھتی ہے۔ عالمی میڈیا پر اس کی خبریں لگتی ہیں کہ ہم اس کی صحت اور خوراک کا خیال رکھ رہے ہیں۔ 'انسدادِ بے رحمیٔ حیوانات' کے آگے جوابدہی کے خوف سے۔ مگر اپنی مظلوم نحیف ونزار بیٹی کی خبر نہیں لیتے۔ ہمیں رواداری، برداشت اسی دن کے لیے پڑھایا جاتا رہا کہ ہم یہ ظلم برداشت کریں اور ظالموں سے رواداری کا برتاؤ رکھیں۔ خود امریکا عدم برداشت کا گہوارہ ہے۔ نیو یارک سٹی کالج لاء اسکول میں یمنی امریکن، فاطمہ محمد نے اپنی تقریر میں اسرائیل کے فلسطینیوں پر انسانیت سوز مظالم کا تذکرہ کیا کیا، امریکی میئر، گورنر، سینیٹر بھی چلا اٹھے۔ 12 منٹ کا سچ ہضم نہ ہوا۔ ہمیں 86 سال پر تشدد قید پر خاموش رہنے/ برداشت کا حکم ہے۔

پوری دنیا کو اپنے بہکے بھٹکے مسخ شدہ تصوراتِ زندگی کے مطابق ڈھالنے کے لیے ہم پر بندوقیں تانے حملہ آور ہونے کو ہر جا تیار ہے۔ فطرت سے مکمل بغاوت کی دیوانگی ان پر طاری ہے۔ جو قوم ساری زندگی اسی مخمصے میں رہے کہ وہ مرد ہے یا عورت اور ننھے بچوں تک کو صنفی الجھن میں باضابطہ تعلیم دے کر مبتلا کر دے! اسے چاہیے کہ جائے دنیا کی حکمرانی سے دستبردار ہو کر پہلے اپنے بنیادی فیصلے کر لے۔ پھر مردم شماری، عورتم شماری کروا کر لوٹے، تا کہ ہمیں پتا ہوا کہ امریکا کا صنفی تنازعہ حل ہوگیا! عافیہ کا ایک گناہ انسان سازی کے لیے فطری، اقدار پر مبنی نظام تعلیم پر محنت اور اس کا وضع کیا جانا تھا۔ مسلم دنیا میں یہ نظام آتا تو امریکا کو غلاموں کی فراہمی بند ہو جاتی۔ سو سزا تو بنتی تھی! چودھری صاحب پر جنون کا دورہ پڑا اور 86 سال کی سزا سنادی!

آہ! ہم لوگ کہ ہیں سحرِ خرد سے مسحور
آہ! ہم لوگ کہ ہیں علم کے بہکائے ہوئے

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(25 تا 31 مئی 2023ء)

جمعرات (25-مئی) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (26-مئی) کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ رات کو حلقہ کراچی وسطی کے ایک مقامی امیر کے گھر پر مع اہل خانہ عشائیہ میں شرکت کی جہاں حلقہ کی شوریٰ کے اراکین مع اہل خانہ مدعو تھے۔

ہفتہ (27-مئی) کو کراچی وسطی کے ایک نقیب کے توسط سے ایک رفیق سے ملاقات کی جو چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ ہیں اور ایک تعلیمی ادارہ چلا رہے ہیں۔

اتوار (28-مئی) کو طے شدہ ترتیب کے مطابق رحمی رشتہ داروں اور دیگر متعلقین سے ان کے گھروں پر ملاقات کی۔

علاوہ ازیں معمول کی مصروفیات رہیں۔

بدھ (31-مئی) کو مرکز میں خصوصی اسرہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر شعبہ مالیات اور نظامت سے میٹنگز کیں۔ نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے آن لائن رابطہ رہا۔

عید الاضحیٰ اور فلسفۂ قربانی

اور حج اور عید الاضحیٰ اور اُن کی اصل روح
قرآن حکیم کے آئینے میں

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کی ایک تقریر اور ایک تحریر پر مشتمل مختصر مگر جامع کتابچہ

☆ 56 صفحات ☆ قیمت (اشاعت خاص) 60 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور
فون 03-35869501

www.maktaba.com.pk Whatsapp No. 0301-1115348

ذوالحجہ: فضائل ومسائل

مولانا ندیم احمد

ذوالحجہ کے مہینے سے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر متعدد مخصوص اعمال عائد کیے ہیں، جن میں سب سے اہم 'حج' ہے، جس کی مناسبت سے اس مہینے کا نام ہی ذوالحجہ پڑ گیا یعنی حج والا مہینہ۔ اس کے علاوہ اس ماہ میں ایک خاص حکم جانوروں کی 'قربانی' کا ہے، جو 'عیدالاضحیٰ' کے موقع پر کی جاتی ہے۔ ہم یہاں ان تمام پر اجمال کے ساتھ گفتگو کریں گے۔ ان شاء اللہ

عشرۂ ذوالحجہ کی فضیلت

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے 'والفجر، ولیال عشر' میں جن دس راتوں کی قسم کھائی ہے، وہ راتیں جمہور کے قول کے مطابق یہی عشرۂ ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔ (معارف القرآن)

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ اعمال ذوالحجہ کے (شروع) دس دنوں کی نیکیاں ہیں۔ کسی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر کوئی (ان دنوں کے علاوہ میں) جہاد کرے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''دوسرے دنوں کا جہاد بھی اس کی برابری نہیں کرسکتا، البتہ کوئی شخص اپنی جان ومال دونوں جہاد میں خرچ کردے، تو وہ بے شک اس عشرے کے اعمال سے بہتر ہوسکتا ہے۔'' (بخاری)

یہ حدیث عشرۂ ذوالحجہ کے احترام، برکت، فضیلت اور عظمت کی بیّن دلیل ہے۔ چونکہ یہ دن برکت والے ہیں، اس لیے ان میں ذکرِ الٰہی وانابت الی اللہ بہت بڑے اجر وثواب کا باعث ہے۔

ذوالحجہ میں صیام وقیام

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ذوالحجہ کے پہلے عشرے میں ہر نیک عمل اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ ان دنوں (یعنی یکم ذوالحجہ سے ۹ ذوالحجہ) میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے نفلی روزوں کے برابر اور ایک رات میں قیام کا ثواب شبِ قدر کے قیام کے برابر ہے۔'' (ترمذی)

بیت اللہ کا حج

اسلام کے جو پانچ ارکان ہیں، ان میں ایک اہم رکن 'حج' ہے۔ شریعت کی اصطلاح میں مخصوص زمانے میں، مخصوص فعل سے، مخصوص مکان کی زیارت کرنے کو 'حج' کہتے ہیں۔ (عمدۃ الفقہ)

حج کی فرضیت پر امت کا اجماع ہے۔ قرآنِ کریم میں حج کی فرضیت کا اعلان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۹۷﴾ (آل عمران) ''اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر کہ وہ حج کریں اُس کے گھر کا' جو بھی استطاعت رکھتا ہو اس کے سفر کی۔ اور جس نے کفر کیا تو (وہ جان لے کہ) اللہ بے نیاز ہے تمام جہان والوں سے۔''

حج کے فضائل

حج کے فضائل احادیث میں بڑی کثرت سے وارد ہوئے ہیں، یہاں بطور نمونہ ایک حدیث ذکر کی جاتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''جو شخص رضائے الٰہی کے لیے حج کرتا ہے؛ اس طرح کہ اس میں کسی قسم کی فحش اور برائی کی بات نہ کرے، اور کسی قسم کی معصیت اور گناہ میں مبتلا نہ ہو، تو وہ حج کے بعد اپنے گھر گناہوں سے اس طرح پاک ہوکر واپس لوٹے گا، جس طرح پیدائش کے وقت ماں کے پیٹ سے گناہوں سے پاک دنیا میں آیا تھا۔'' (بخاری)

حج میں غفلت برتنے پر وعید

جس طرح حج کرنے پر فضیلت وارد ہوئی ہے، اسی طرح استطاعت کے باوجود اس میں غفلت برتنے پر بھی سخت وعید بھی وارد ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ''جو شخص باوجود استطاعت کے حج نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے، چاہے وہ یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر۔'' (ترمذی)

عرفے کا روزہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ عرفہ (یعنی 9 ذوالحجہ) کا روزہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے۔'' (مسلم)

بال وناخن

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور تمہارا قربانی کا ارادہ ہو تو تم اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے رکے رہو۔'' (مسلم)

لیکن یہ حکم استحبابی ہے اور صرف قربانی کرنے والوں کے ساتھ خاص ہے، وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ زیرِ ناف اور بغلوں کی صفائی اور ناخن کاٹے ہوئے 40 روز نہ گزر گئے ہوں، اگر چالیس روز گزر گئے ہوں تو امورِ مذکورہ کی صفائی واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ)

تکبیر تشریق

9 ذوالحجہ کی نمازِ فجر سے 13 ذوالحجہ کی نمازِ عصر تک ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ تکبیر تشریق پڑھنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا یہی مسلک ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ تکبیر تشریق ہر مسلمان پر واجب ہے، خواہ وہ مسافر ہو یا مقیم، مرد ہو یا عورت، شہری ہو یا دیہاتی، آزاد ہو یا غلام، جماعت سے نماز پڑھنے والا ہو یا منفرد، البتہ ان دنوں کی کوئی نماز چھوٹ جائے تو بعد میں اس کی قضا کے وقت تکبیر تشریق پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح پہلے کی کوئی قضا نماز جو کہ واجب الادا تھی، ان دنوں میں اس کی قضا کرے، تو بھی تکبیر تشریق نہیں کہی جائے گی۔ یہ تکبیر مرد متوسط بلند آواز سے اور عورتیں آہستہ آواز سے پڑھیں۔ (خلاصۃ الفتاویٰ)

علماء نے لکھا ہے کہ نمازِ عید کے بعد بھی تکبیر تشریق کا وجوب معلوم ہوتا ہے، کیونکہ یہ نماز بھی جماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہے، اگرچہ فی نفسہٖ فرض نہیں، اسی پر مسلمانوں کا توارث ہے۔ (بحرالرائق) تکبیرِ تشریق یہ ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ (کنز العمال)

عیدین کی رات میں عبادت

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص عیدین (عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ) کی راتوں میں شب بیداری اور عبادت کا اہتمام کرے، اس کا دل قیامت کے دن اس وقت بھی زندہ رہے گا، جس دن سب کے دل مردہ ہوجائیں گے۔ (ابن ماجہ) اس لیے اس کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ

رسول اللہ ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے، اس وقت اہلِ مدینہ (جن کی اکثریت

اب ایمان لا چکی تھی) کے لوگوں کے دو دن کھیل کود (تفریح وغیرہ) کے لیے مقرر تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ”یہ دونوں دن کس بات کے لیے ہیں؟ ان لوگوں نے بتایا کہ ایامِ جاہلیت میں ہم لوگ کھیل کود کرتے تھے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو ان دونوں دنوں کے بدلے دوسرے دو دن عنایت فرمائے ہیں اور یہ ان سے بہتر ہیں: ایک عید الفطر اور دوسرا عید الاضحیٰ۔“ (ابوداؤد)

قربانی کے معنی

’القربان‘ کے معنی ہیں وہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ کی قُرب جوئی کی جائے اور عرف میں قربان بمعنی ’نسیکۃ‘ یعنی ’ذبیحۃ‘ کے آتے ہیں۔ (مفردات القرآن) یعنی قربانی کرنے کا مطلب ہے: عید الاضحیٰ کو اونٹ یا دُنبہ وغیرہ قربان کرنا، ذبح کرنا۔ اس لفظ میں یائے تمنائی زائد ہے، کیونکہ فارسی والوں کا قاعدہ ہے کہ بعض اوقات عربی مصدر کے آگے یائے مصدر ’ی‘ یا زائدہ اکثر بڑھا دیا کرتے ہیں، جیسے: خلاص سے خلاصی وغیرہ۔ (فرہنگِ آصفیہ)

عید الاضحیٰ میں قربانی

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”عید الاضحیٰ کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل جانور کی قربانی کرنا ہے۔ یہ قربانی قیامت کے دن اپنے بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گی اور یہ بہت ہی خوشی کی بات ہے کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کر دیا جاتا ہے، اس لیے خوش دلی سے قربانی کیا کرو۔“ (ترمذی)

قربانی کا پس منظر اور ثواب

حضرت زید بن ارقم ؓ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”یہ تمہارے والد حضرت ابراہیم ؑ کی سنت ہے۔“ انہوں نے عرض کیا: اس میں ہمیں کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”ہر ہر بال کے بدلے ایک نیکی، اور فرمایا: اون کے ہر بال کے بدلے (بھی) ایک نیکی۔“ (ابن ماجہ)

قربانی نہ کرنے پر وعید

اس لیے ہر صاحبِ نصاب کو قربانی ضرور کرنی چاہیے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد وارد ہوا ہے: ”جو صاحبِ نصاب باوجود استطاعت کے قربانی نہ کرے، وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ پھٹکے۔“ (ابن ماجہ)

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ صاحب کی معروف کالم نگاروں کے ساتھ ایک شام

مرتب: وقار احمد

مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی نے 02 جون 2023ء بروز جمعہ شام 7:30 بجے قومی اخبارات کے کالم نگاروں کے ساتھ امیر تنظیم اسلامی جناب شجاع الدین شیخ صاحب کی ”موجودہ حالات میں ایک پاکستانی کی ذمہ داری“ کے عنوان سے ایک خصوصی نشست اور عشائیے کا اہتمام کیا۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ نائب ناظم پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا وسیم احمد صاحب نے شرکاء کو تنظیم اسلامی کا مختصر تعارف کرواتے ہوئے مہمان کالم نگاروں کو فرداً فرداً خوش آمدید کہا۔ اس تقریب میں درج ذیل کالم نگاروں اور میڈیا پرسنز نے شرکت فرمائی: سجاد میر صاحب اینکر نیوز ون اور کالم نگار، فاروق چوہان صاحب روزنامہ جنگ، حافظ شفیق الرحمان صاحب روزنامہ نوائے وقت، عقیل انجم اعوان صاحب میگزین ایڈیٹر روزنامہ جہان پاکستان، علامہ عبدالستار عاصم صاحب پبلشر القلم فاؤنڈیشن اور کالم نگار روزنامہ خبریں، محمد فاروق بھٹی صاحب CEO (ایس پی۔ ٹی وی)، عاصم حسین صاحب سینئر کارسپانڈنٹ دی نیوز، امجد اقبال صاحب ایڈیٹر روزنامہ جناح، مصطفیٰ کمال پاشا صاحب اینکر چینل فائیو/ SPTV اور کالم نگار روزنامہ نئی بات اور پروفیسر یوسف عرفان صاحب روزنامہ 92 نیوز۔ تقریب میں صدر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر عارف رشید صاحب، ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی ڈاکٹر سیّد عطاء الرحمن عارف صاحب، ناظمین اور نائب ناظمین شعبہ نشر و اشاعت و شعبہ سمع و بصر ایوب بیگ مرزا صاحب، آصف حمید صاحب، رضا الحق صاحب، وسیم احمد صاحب اور طاہر سلیم مغل صاحب امیر حلقہ لاہور غربی نور الوریٰ صاحب اور ناظم نشر و اشاعت حلقہ لاہور شرقی نعیم اختر عدنان صاحب نے بھی شرکت کی۔

تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ صاحب نے ”موجودہ حالات میں ایک پاکستانی کی ذمہ داری“ کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ صحافت نظری سیاست کا اہم حصہ ہے۔ صحافیوں نے تحریک پاکستان میں کلیدی رول ادا کیا۔ نوجوان نسل کی بہترین ذہن سازی کے حوالے سے کالم نگاروں کا اہم کردار ہے۔ کالم نگار اسلاموفوبیا کے خلاف قلمی جہاد کے ذریعے دینی ذمہ داری ادا کریں۔ دین کے نفاذ کی کوشش ہم سب پر فرض ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں قلم کی قسم اُٹھائی ہے اور نبی اکرم ﷺ پر پہلی وحی میں قلم کے خصوصی مقام و مرتبہ کو اجاگر کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ عوام کے سامنے حق بات رکھ کر بے لاگ تجزیہ دینا انتہائی اہم دینی و قومی خدمت ہے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے نظری سیاست میں بھرپور حصہ لیا اور انجمن خدام القرآن و تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام شائع ہونے والے جرائد ہفت روزہ ندائے خلافت، ماہنامہ میثاق اور سہ ماہی حکمتِ قرآن اس گوشے میں آج بھی اپنا اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ تنظیم اسلامی پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالے سے انتخابی سیاست کی بجائے انقلابی جدوجہد کی قائل ہے۔ تاکہ اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم و نافذ کیا جائے۔ ہمارے آباء و اجداد نے اس ملک کو حاصل کرنے کے لیے بے شمار قربانیاں دیں اور اسے اسلام کی بنیاد پر قائم کیا گیا۔ لہٰذا ملک کی جغرافیائی سرحدوں کے ساتھ ساتھ نظریاتی سرحدوں کی حفاظت بھی ناگزیر ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ جب تک اسلامی انقلاب نہیں آجاتا، ملک میں انتخابی عمل جاری رہنا چاہیے تاکہ ’جسم‘ کی ضروریات پوری ہوتی رہیں، البتہ ’روح‘ کی پرورش کا واحد ذریعہ ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ و قیام ہے۔ اُنہوں نے حاضرین محفل سے اپیل کی کہ پاکستان اور امتِ مسلمہ کی رہنمائی کے لیے اپنی تحریروں کے ذریعہ بھرپور حصہ ڈالنے کا سلسلہ جاری رکھیں۔

اپنی گفتگو میں مرکزی ناظم نشر و اشاعت ایوب بیگ مرزا صاحب نے کہا کہ یوں تو اہل پاکستان پون صدی سے سن رہے ہیں کہ پاکستان کے حالات خراب ہیں اور پاکستان ایک نازک موڑ سے گزر رہا ہے۔ لیکن آج یہ بات ایک خوفناک حقیقت بن کر ہمارے سامنے

آ کھڑی ہے۔ ترکی میں انتہائی خوفناک قدرتی آفت کے باوجود وقت پر الیکشن کروائے گئے لیکن ہم نے آئین کو تار تار کر دیا۔ کوئی شخص بقائمی ہوش و حواس اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ پاکستان اسلام کے نام پر اور جمہوری جدوجہد سے معرضِ وجود میں آیا تھا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ 1973ء کے آئین کی اس شق کو کہ قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہوگی۔ اس پر حقیقی معنوں میں عمل درآمد ہو، اسے دانتوں سے پکڑیں اور مضبوط بازوؤں میں تھامیں اور پھر عوام کو رائے دہی کا پورا پورا حق شریعت کا عین تقاضا سمجھ کر دیں اور اس سے گریز کو ایک سنگین جرم قرار دیا جائے تو پاکستان کی گاڑی ان شاء اللہ سُبک رفتاری سے چل پڑے گی۔ لہٰذا کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ ہم اسلام کا دامن تھامیں اور جمہوری پروسس کو ذریعہ بنائیں تاکہ پاکستان مستحکم اور مضبوط ہو۔

روزنامہ نوائے وقت سے منسلک معروف کالم نگار حافظ شفیق الرحمٰن نے کہا کہ ہمیں بحیثیت قوم کسی سے نفرت کو مہم کا حصہ نہیں بنانا چاہیے۔ سنی سنائی باتوں کو تحقیق کے بغیر آگے نہیں چلانا چاہیے۔ سخت رویہ بھی نہ اختیار کیا جائے اور سیاسی معاملات کو کفر و اسلام کا مسئلہ نہ بنایا جائے۔ CEO (ایس پی-ٹی وی) محمد فاروق بھٹی صاحب نے تجویز دی کہ ہمیں نوجوان نسل کی تربیت کے لیے خاص اہتمام کرنا ہوگا۔ نیوز ون ٹی وی کے معروف تجزیہ نگار و کالم نگار سجاد میر صاحب نے امیر تنظیم اسلامی کو مشورہ دیا کہ آپ کی جماعت کو کوئی طویل مدتی حکمت عملی اختیار کرنی ہوگی۔ سب دینی جماعتوں کو مل کر کام کرنا چاہیے۔ دین اور قرآن کی فہم کو نوجوان نسل تک پہنچائیں کیونکہ نوجوان نسل بالکل بدزن ہو چکی ہے۔ اینکر چینل فائیو و کالم نگار مصطفیٰ کمال پاشا صاحب نے کہا کہ ہمارے نوجوانوں میں سیکھنے کی صلاحیت موجود ہے، ہمیں چاہیے کہ ایک مہم چلا کر اپنے نوجوانوں کو کتابوں سے جوڑیں اور ان کی ذہن سازی کریں۔ انہوں نے کہا کہ ملک گیر سطح پر ''کتاب'' کی تحریک کو پروموٹ کیا جائے۔ روزنامہ جنگ سے منسلک کالم نگار فاروق چوہان صاحب نے کہا کہ دینی جماعتوں کو اجتہادی بنیادوں پر میڈیا کو استعمال کر کے نوجوانوں کی اخلاقی تربیت کرنی ہوگی۔ میڈیا پر ایسے لوگوں کو لانا ہوگا جو اعتدال پسندی کے ساتھ اسلام کی تشریح کر سکیں۔ دینی جماعتوں کو اب اکٹھے ہو کر نئی نسل کی تربیت اور اصلاح کرنی ہوگی۔ پبلشر القلم فاؤنڈیشن و کالم نگار علامہ عبدالستار صاحب نے توجہ دلائی کہ علم کی ترویج کے لیے قومی بجٹ میں معقول حصہ رکھا جائے۔ E-Books کو نوجوانوں میں عام کیا جائے۔ نسلوں کی تربیت میں والدین، علماء اور اساتذہ کرام کا اہم کردار ہے۔ روزنامہ جناح کے ایڈیٹر امجد اقبال صاحب نے کہا کہ ہمیں اپنا محاسبہ کرنا ہوگا کہ ہم ان حالات تک کیسے پہنچے ہیں؟ عدم برداشت اور اختلاف رائے صرف نوجوانوں کا مسئلہ نہیں بحیثیت قوم ہم سب اس مرض کا شکار ہیں۔ ہمارے مسائل کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے کمفرٹ زون میں رہنا پسند کیا ہے اور مسائل کو حل کرنے کے بجائے ان کی پردہ پوشی کی ہے۔ ہمیں موجودہ دور کے تقاضوں کو پورا کرنے کے فکری طور پر تیار ہونا پڑے گا۔ اختلافی موضوعات کو مل بیٹھ کر افہام و تفہیم سے حل کرنا ہوگا۔

ناظمِ اعلیٰ تنظیم اسلامی ڈاکٹر سیّد عطا الرحمٰن عارف صاحب نے حاضرینِ محفل کو بتایا کہ تنظیم اسلامی اقامت دین کی جدوجہد کی قائل ہے۔ تنظیم اسلامی کے مختلف فورمز پر رفقاء اور احباب کو کتاب سے جوڑا جاتا ہے اور انفرادی و اجتماعی سطح پر مقدور بھر دعوت و اقامت دین کی جدوجہد میں بھرپور حصہ لیا جاتا ہے، جس میں کثیر تعداد میں نوجوان شامل ہوتے ہیں۔

عشائیے کے بعد تمام کالم نگاروں کو بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی کتابوں کے سیٹ ہدیہ کیے گئے۔ شرکاء کے مابین انتہائی پُرمغز گفتگو ہوئی اور قابل عمل تجاویز پر تبادلہ خیال کیا گیا۔ آپس میں مستقل اور مسلسل رابطہ رکھنے اور ملاقاتوں کے ایسے پروگرام جاری رکھنے کے عزم کے ساتھ یہ محفل برخاست ہوئی۔

❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ لاہور شہر میں مقیم سینئر رفیق تنظیم اسلامی، ریٹائرڈ گورنمنٹ آفیسر کو اپنی بیٹی، تعلیم ایم فل (پولیٹیکل سائنس) عمر 27 سال، قد "5'.5، شرعی پردہ اور دینی تعلیمات پر کاربند کے لیے، دینی مزاج کے حامل، ہم پلہ خاندان سے اعلیٰ تعلیم یافتہ، برسرِ روزگار نوجوان کا رشتہ مطلوب ہے۔

برائے رابطہ: 0334-9751067

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

دعائے مغفرت — انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ مکتبہ خدام القرآن لاہور کے کارکن عبدالمتین مجاہد کے سسر وفات پا گئے۔

☆ حلقہ ملاکنڈ، بٹ خیلہ کے مبتدی رفیق ذاکر حسین کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0315-9013522

☆ حلقہ ملاکنڈ، تیمر گرہ کے مبتدی رفیق عنایت اللہ کی چچی وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0345-9520307

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَسِيْرًا

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے ''شعبہ تحقیق اسلامی'' (IRTS) کے زیرِ انتظام ابلاغِ عامہ وافادۂ عام کی ویب سائٹس

موبائل فون / آئی فون ایپس

◉ محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تمام کتابیں موبائل فون پر مطالعہ کرنے کے لیے گوگل پلے سٹور پر لکھیں: Tanzeem Digital Library

◉ بیان القرآن کی آفیشل ایپ حاصل کرنے کے لیے گوگل پلے سٹور پر لکھیں: Bayan ul Quran - Dr Israr Ahmad IRTS

◉ محترم پروفیسر حافظ احمد یارؒ۔ لغات واعراب قرآن پر ایپ سے استفادہ کے لیے گوگل پلے سٹور پر لکھیں: Lughat o Aerab e Quran

ابو عبداللہ

ٹھہریئے! قربانی کا جانور خریدتے وقت احتیاطیں

قربانی کے لیے افضل جانور: خوبصورت ہو — صحت مند ہو — خصی ہو

قربانی کے جانوروں کی عمریں: **اونٹ** پورے پانچ سال کا۔ **گائے** پورے دو سال کی۔ **بکرا بکری** پورے ایک سال کی۔

بھیڑ، دنبہ، مینڈھا ایک سال کا، یا چھ ماہ کا بشرطیکہ قد و کاٹھ سے سال بھر کا معلوم ہوتا ہو۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پورے سال کا ہونا ضروری ہے۔

نوٹ سال کا مکمل ہونا اسلامی سال کے اعتبار سے ہوگا۔

کون سے جانوروں کی قربانی درست ہے؟ اور کون سے جانوروں کی نہیں؟

آنکھ
1۔ مکمل اندھا ہو، 2۔ کانا ہو (یعنی ایک آنکھ سے اندھا ہو)، 3۔ ایک تہائی یا اس سے زیادہ بینائی کم ہو۔ — **ناجائز ہے**

4۔ بھینگا ہو — **جائز ہے**

بال
1۔ بال کاٹ دیے گئے، یا مونڈھ دیے گئے ہوں
2۔ سر پر زخم کوئی نہیں، لیکن کھال جل جانے سے اس پر بال نہیں اُگتے اور سر کا بقیہ عضو صحیح سالم ہے۔ — **جائز ہے**

تھن
1۔ گائے، بھینس کے پیدائشی ایک یا دو تھن ہیں، 2۔ تھن تو چار ہی ہیں۔ لیکن دودھ صرف دو سے آتا ہے، 3۔ بکری کا ایک تھن ہے، یا ہیں تو دونوں، لیکن دودھ ایک سے آتا ہے۔ — **ناجائز ہے**

ٹانگ
1۔ اتنا لنگڑا ہے کہ صرف تین پاؤں سے ہی چلتا ہے، چوتھے پاؤں کا بالکل سہارا نہیں لیتا۔ — **ناجائز ہے**

2۔ ایک پاؤں سے لنگڑا تو ہے، لیکن چلتے ہوئے اس پر کچھ سہارا لیتا ہے۔ — **جائز ہے**

جلد
1۔ جلد پر خارش کی وجہ سے بالکل لاغر ہو چکا ہو۔ — **ناجائز ہے**

2۔ ہلکی پھلکی خارش ہو، لیکن جسم لاغر نہیں ہوا، صحیح طریقے سے چل پھر سکتا ہے۔ — **جائز ہے**

حمل
1۔ اگر جانور قریب الولادت ہو۔ — **مکروہ تنزیہی**

2۔ اگر جانور قریب الولادت نہ ہو۔ — **جائز ہے**

دانت
1۔ دانت بالکل ہیں ہی نہیں، 2۔ کچھ ہیں اکثر دانت نہیں ہیں، 3۔ دانت اتنے گِھس گئے ہیں کہ گھاس کھانے کی بھی قدرت باقی نہیں رہی۔ — **ناجائز ہے**

4۔ اکثر دانت موجود ہیں، یعنی چارہ کھا سکتا ہے۔ — **جائز ہے**

داغ دار
1۔ جس جانور کو داغا گیا ہو۔ — **جائز ہے**

دم
1۔ دُم ایک تہائی، یا اس سے زیادہ کٹی ہوئی ہو۔ — **ناجائز ہے**

2۔ دم ایک تہائی سے کم کٹی ہوئی ہو۔ 3۔ دنبے کی دم چکتی کے نیچے بالکل چھوٹی سی ہے۔ — **جائز ہے**

موٹاپا
1۔ قربانی کا جانور اتنا موٹا ہو چکا ہو کہ ذبح کیے جانے کی جگہ تک بھی چلنا مشکل ہو۔ — **جائز ہے**

دماغ
1۔ بالکل باؤلا ہو، اتنا زیادہ کہ باؤلے پن کی وجہ سے کھا پی بھی نہیں سکتا۔ — **ناجائز ہے**

2۔ باؤلا تو ہے، لیکن کھا پی سکتا ہے۔ — **جائز ہے**

زبان
1۔ جس گائے، بھینس یا بکری کی ایک تہائی یا اس سے زیادہ زبان کٹی ہوئی ہو۔ — **ناجائز ہے**

2۔ جانور کی زبان تو ہے لیکن وہ گویائی سے محروم ہے، یعنی بول نہیں سکتا۔ — **جائز ہے**

رسولی
1۔ قربانی والے جانور میں گردن، سر یا بدن کے کسی بھی حصے میں رسولی نکل آئی ہو۔ — **جائز ہے**

زخم
1۔ کسی جانور کے زخموں میں کیڑے پڑ گئے جس کی وجہ سے ایسا دبلا ہو گیا کہ ہڈیوں میں گودا بھی نہیں رہا۔ — **ناجائز ہے**

2۔ معمولی زخم ہے۔ — **جائز ہے**

سینگ
1۔ جڑ سے اکھڑ گیا ہو (جس کا اثر دماغ تک پہنچ چکا ہو)۔ — **ناجائز ہے**

2۔ پیدائشی نہ ہوں، 3۔ صرف خول اتر گیا ہو، 4۔ درمیان میں سے ٹوٹ گیا ہو، 5۔ بچپن میں ہی سینگ کے مقام پر کیمیکل لگا کر سینگ نکلنے ہی نہ دیا ہو۔ — **جائز ہے**

شرمگاہ
1۔ جس خنثیٰ مشکل جانور کا گوشت پکانے سے نہ گلے۔ — **ناجائز ہے**

2۔ خصی جانور کی قربانی، 3۔ بانجھ جانور کی قربانی، 4۔ بڑھاپے کی وجہ سے قوت تولید باقی نہ رہنے والے جانور کی قربانی، 5۔ جس خنثیٰ مشکل جانور کا گوشت پکانے سے گل جائے اس کی قربانی، 6۔ جس جانور کا صرف ایک خوطہ ہو۔ — **جائز ہے**

کان
1۔ پیدائشی طور پر دونوں کان، ایک کان ہو ہی نہیں، 2۔ ایک تہائی یا اس سے زیادہ کٹ گیا ہو۔ — **ناجائز ہے**

3۔ پیدائشی کان تو ہوں لیکن بہت چھوٹے ہوں۔ 4۔ کان لمبائی کی صورت میں پھٹا یا چر گیا ہو، 5۔ کان کے منہ کی طرف سے پھٹ کر لٹک گیا ہو۔ 6۔ جانور سماعت سے محروم ہو۔ — **جائز ہے**

ناک
1۔ ناک کٹی ہوئی ہو۔ — **ناجائز ہے**

2۔ نکیل (نتھ) ڈالنے کی وجہ سے ناک معمولی زخمی ہو گئی۔ — **جائز ہے**

کمزوری
1۔ اتنا کمزور، لاغر اور دبلا جانور ہے کہ ہڈیوں سے گودا ہی ختم ہو چکا ہے، 2۔ اپنے پاؤں پر چل کر ذبح کرنے والی جگہ تک نہیں جا سکتا۔ — **ناجائز ہے**

3۔ معمولی دبلا پتلا ہے، چلنا پھرنا آسانی سے ہو جاتا ہے۔ — **جائز ہے**

عیب بعد میں پیدا ہوا
1۔ خریدنے کے بعد ایسا عیب پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے قربانی جائز نہیں ہوتی تو اگر قربانی کرنے والا امیر ہو تو — **ناجائز ہے**

2۔ خریدنے کے بعد ایسا عیب پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے قربانی جائز نہیں ہوتی، تو اگر قربانی کرنے والا غریب ہو، 3۔ ذبح کرنے کے وقت جانور کے اچھلنے کودنے کی وجہ سے کوئی عیب پیدا ہو گیا ہو۔ — **جائز ہے**

ممنوع اعضاء
قربانی کے جانور کے یہ اعضاء کھانا رکھلانا ناجائز اور گناہ ہے: 1۔ بہتا خون، 2۔ نر کی شرمگاہ، 3۔ مادہ کی شرمگاہ، 4۔ خصیتیں (کپورے)، 5۔ مثانہ، 6۔ پتہ، 7۔ غدود

کھال کے مصارف
کھال خود بھی استعمال کر سکتے ہیں اور کسی اور مسلمان امیر یا غریب کو بھی دے سکتے ہیں۔ کھال فروخت کر دی ہو تو اُس کی قیمت مستحق زکوٰۃ کو دینا لازم ہے۔ مگر یہ قیمت مسجد رمدرسہ کی تعمیر و مرمت تنخواہوں یا کسی اور رفاہی کام میں تملیک کے بغیر نہیں دے سکتے۔

Vol: 32 | Regd. No. C.P.L NO.114 | No.23

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore